ذکر اللہ کے حلقے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد میں لوگوں کے ایک حلقہ کے پاس سے گذرے تو ان سے پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو۔؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں؛ حضرت معاویہ رضؓ نے فرمایا، کیا بخدا تمہارے یہاں بیٹھنے کا مقصد یہی ہے۔؟ وہ کہنے لگے ہاں بخدا ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں!

فرمایا کہ میں نے تمہیں قسم کسی شک کی وجہ سے نہیں دلوائی بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمل مبارک کو دُہرایا ہے، ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضؓ کے ایک حلقہ کے پاس سے گذرے تو ان سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے۔؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور ہدایت کی توفیق دینے پر اس کا شکر ادا کر رہے ہیں۔!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا واقعی بخدا تمہیں صرف اس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بخدا واقعی ہم صرف اس مقصد کے لئے یہاں بیٹھے ہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں کسی شک کی وجہ سے قسم نہیں دلوائی بلکہ ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتایا کہ تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہے ہیں — (کتاب الزہد والرقائق لابن المبارک ج صفحہ ۳۹۶)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے، میں نے مسند پر ایک چادر بچھا رکھی تھی جس میں تصویریں تھیں، آپ نے جب دیکھا تو اس چادر کی تصویر کو پھاڑ ڈالا اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، فرمایا اے عائشہ۔ اللہ کا عذاب قیامت کے دن ان لوگوں پر سخت ہوگا جو اللہ کی صفت خلق میں مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں''

اس روایت میں حضور علیہ السلام کے تصاویر پر غضب و جلال کا ذکر ہے، جبکہ اس سلسلہ میں دوسری روایت وہ ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے جس میں کتے یا تصویریں ہوں

پیغمبر اقدس کے ان ارشادات کے بعد اپنی معاشرتی کیفیت کو دیکھیں کہ تصویر کہاں کہاں اور کس کس طرح ہمارے معاشرہ میں گھس چکی ہے،

پاسپورٹ، شناختی کارڈ، کرنسی نوٹ ڈاک کے ٹکٹ، کاروباری اداروں کے سائن بورڈ، اخبارات و رسائل، الغرض ہر طرف فوٹو ہی فوٹو، اس میں بعض صورتیں ایسی ہیں جن کی ذمہ داری براہ راست حکومتوں پر عائد ہوتی ہے، مثلاً پاسپورٹ اور شناختی کارڈ، اس میں عام مسلمان مجرم نہیں، لیکن جہاں تک انسان کا اپنا بس اور اختیار ہے وہاں وہ اس سلسلہ میں احتیاط نہ برتے تو سخت ترین مجرم ہے''

ہمارے یہاں کی سوسائٹی کا ہر فرد چاہے وہ معاشرتی طور پر بڑا ہو یا چھوٹا، فوٹو اور تصاویر کے بغیر اس کا گذارہ نہیں مکانات کا ہر کمرہ اس ''لعنت'' سے متاثر ہے اور یوں رحمت الٰہی سے محروری پلے پڑتی ہے گھر گھر قومی ہیروؤں، فلمی ہیروؤں، اور خود اپنے اور اپنے خاندانوں کے افراد کے فوٹو اور ان کے مختلف پوز فریم شدہ دیواروں پر لٹکے ہوئے نظر آئیں گے، حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے معاشرہ جس بری طرح فحاشی و عریانی اور بے راہ روی کا شکار ہے اس کا ایک مؤثر ترین سبب فوٹو و تصویر بھی ہے اسلئے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے قلب و نظر کو اللہ کی ذات سے الگ کرکے دنیا کی ظاہری زیب و زینت پر تکیہ کرلیا ہے وہ کوئی فوٹو دیکھ لیں اور بالخصوص صنف نازک کا تو ان کے دل میں گدگدی پیدا ہوجاتی ہے، تحرک و ارتعاش کی یہ کیفیت آگے چل کر ہزاروں برائیوں کو جنم دیتی ہے اور انسان ضلالت و گمراہی اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہوجاتا ہے،

قرآن و سنت کے علوم سے بے بہرہ لوگ بعض علماء اور اہل دین کا فوٹو دیکھ کر اس کو سند بنالیتے ہیں حالانکہ بنیادی بات تو یہی ہے کہ کسی بھی کام میں اسوہ و نمونہ اللہ کے نبی کی ذات ہے، اور نہیں، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب)

اور آپ کا فرمان ہے، کہ تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جبتک وہ اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کرے'' نیز حجۃ الوداع کے تاریخ ساز ملی اجتماع میں آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اپنی سنت، جب تک ان کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوگے''

اس کے بعد کسی بھی بڑے'' آدمی کے عمل کا حوالہ دینا سراسر دین سے لاتعلقی یا کم از کم بے علمی کی بات ہے، جب کہ ایک بات یہ بھی ہے کہ علماء وغیرہ کے فوٹو آنا اسکی دلیل نہیں کہ وہ دانستہ ایسا کرتے ہیں، مسلمان کے متعلق بہتر گمان کے طور پر یہ بھی تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ ''کیمرہ'' کی آنکھ چوری کا شکار ہوجاتے ہیں، کیونکہ ایسے ان گنت علماء کا ذاتی طور پر علم ہے جنہوں نے بعض اہم ترین مواقع پر جب کہ حکمرانوں کی سطح کے لوگ بھی موجود تھے سختی سے اس بات کی تردید کی، اور گروپ فوٹو وغیرہ کھچوانے سے سختی سے احتراز کیا اور یوں تبلیغ کا فریضہ

باقی ص

جلد ۲۵ ٭ — شمارہ ۳۴
۴ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ - ۲۲ فروری ۱۹۸۰ء

ملی اتحاد — بڑے سوچیں

گذشتہ دنوں کاروانِ اہلسنت پاکستان کے زیرِ اہتمام لاہور کے معروف برکت علی اسلامیہ ہال میں ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس کے میر مجلس حضرت مولانا عبید اللہ انور تھے"۔

اس اجتماع میں بعض قراردادوں کے ذریعہ اجتماعی مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی، جن میں سے ایک تو یہ تھی کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر تمام مسلم دنیا کے حکمران اور اسلامی سیکرٹریٹ اس بات کی طرف توجہ کرے کہ پوری ملت بنیان مرصوص بن جائے اور وہ بین الاقوامی سامراج کے چنگل سے آزاد ہو سکے، اور کسی بھی معاملہ میں وہ غیروں کی محتاج نہ رہے"۔

باقی دو قراردادوں کا تعلق ملک کے اندرونی استحکام سے تھا جنہیں بطور خاص فرقہ وارانہ سرگرمیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ ان پر پابندی لگائی جائے اور ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ملک میں اتحاد و اجتماعیت کی روح پھونکی جائے"۔ ہمارے قارئین جانتے ہیں کہ ہم نے اپنے صفحات میں ہمیشہ انہی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اور اب بھی ہم ان باتوں کو دل کی آواز سمجھ کر اظہار خیال کر رہے ہیں، اور آج جہاں قرآن و حدیث کے ارشادات ہمارے ذہن میں آ رہے ہیں، وہاں اپنے شیخ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ کا وہ ارشاد یاد آ رہا ہے جس کا اظہار انہوں نے مالٹا کی چار سالہ اسارت سے رہائی کے بعد دیوبند میں اپنے خصوصی خدام اور اہل تعلق سے کیا، حضرت موصوف نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیم سے دوری اور آپس کے انتشار نے ہمیں یہ روز بد دکھایا ہے کہ آج ہم زوال و ادبار کا شکار ہیں، انہوں نے اپنے خدام کو ہمیشہ اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ قرآنی مکاتب کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جائے اور ملت کے باہمی اتحاد کی طرف توجہ دی جائے"۔

ہمارے بڑوں کے یہ خیالات اور تصورات تھے وہ بڑے واضح ہیں، اور انہوں نے اپنے طور پر ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ ملت کی صفوں میں انتشار اور افراتفری نہ پیدا ہونے پائے، لیکن ہم دکھے دل سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نے قرآن و سنت کے واضح ارشادات اور اپنے بڑوں کے تعامل کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی، اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر مسلمان قوم کا انتشار ایک عذاب کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس صورت حال کا ازالہ کیسے ہو؟ اس پر ملت کے عمائدین و رؤسا کا سر جوڑ کر بیٹھنا بہت ضروری ہے ورنہ جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے وہ ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گی — نامناسب نہ ہوگا کہ ہم حضرت

اس شمارے میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم : میاں محمد اجمل قادری
مدیر : محمد سعید الرحمن علوی

بدل اشتراک	سالانہ ۶۰/۰۰ روپے ، ششماہی ۳۰/۰۰ روپے
	سہ ماہی ۱۵/۰۰ روپے - فی پرچہ ۱/۵۰

کے متوسلین سے درخواست کریں کہ وہ
اس کار خیر کے سلسلہ میں پہل کریں، کیا عجب
کہ ان کی محنت وسعی اور ان کا ایثار و قربانی
باقی ملت کے لئے نشان رہ بن سکے،،
اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو ——

علمی

جشن دار العلوم دیوبند اور حکومت پاکستان

دار العلوم دیوبند جو کچھ ہے وہ اسکا سبھی کو علم ہے، سو سال سے زائد کا عرصہ ہوا یہ مدرسہ معرض وجود میں آیا اس نے اپنی زندگی میں ہزاروں محدث و مفسر، فقیہ و متکلم، خطیب ومدرس وغیرہ پیدا کئے، آزادی وطن کی خاطر دیوبند کے فرزندوں کی قربانیاں تاریخ کا ایک حصہ ہیں، اور ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ ملت کے باقی شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے حضرات کی مجموعی قربانیوں سے اس ایک جماعت کی قربانیاں زیادہ ہیں —— دار العلوم کا صد سالہ جشن ۲۱-۲۲-۲۳-مارچ کو دیوبند میں منعقد ہو رہا ہے، جسمیں دنیا بھر کے اہل علم کی بڑی تعداد شریک ہوگی، عمائدین ملک وقوم شامل ہونگے اور دیوبند کے موجود فضلاء کی بڑی تعداد وہاں پہنچے گی،

اس فقید المثال اجتماع کے لئے دیوبند کی مجلس منتظمہ کی طرف سے دعوت نامے یہاں آرہے ہیں، لیکن ملک کے مختلف حصوں سے آمدہ خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاسپورٹ میں انڈیا کے اندراج کے لیے ضابطہ کی کاروائیاں کرتے کرتے وقت کے گذر جانے کا خطرہ ہے

—— تقسیم ملک کے بعد ۳۲ سال کے عرصہ میں پہلی مرتبہ یہ موقع آیا کہ ایک عظیم الشان دار العلوم سے وابستہ لوگ ایک تقریب میں جانے کے لئے کوشاں ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ ملک وملت کے ان خادموں اور دین وعلم کے مخلص خدمت گاروں کو پریشان کیا جارہا ہے اور ان کے راستے میں قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہیں،،

—— حکومت نے کرکٹ میچ جیسی تقریبات کے کے لئے سینکڑوں افراد کو بغیر کسی ضابطہ وانکوائری اجازت دیدی تھی، لیکن ایک خالص علمی ودینی اجتماع کے سلسلہ میں لیت ولعل کام لیا جارہا ہے، ہمیں امید ہے کہ ہماری ان ناچیز گذارشات پر سنجیدگی سے توجہ دی جائیگی اور متوسلین دار العلوم کے وہاں جانے کیلئے آسانی اور سہولت پیدا کی جائیگی،،

بقیہ احادیث ......

بھی سرانجام دیا، پھر برصغیر میں مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اور علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم جیسے لوگ بھی گذرے ہیں جو سطحی قسم کے لوگوں کے نزدیک ،،آزاد،، قسم کے اہل علم شمار ہوتے تھے لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ انہوں نے ابتداء میں فوٹو کے متعلق نرم رویہ اختیار کیا تو بعد میں سختی کے ساتھ اس کے خلاف آواز بلند کی اور یوں سرعام توبہ کی،،

رہ گئی یہ بات کہ فوٹو تصویر نہیں محض پرچھائیں ہیں جیسا کہ بعض پاکستانی وغیر پاکستانی دانشور کہتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے اور عقل ونقل کے اعتبار سے اسکی کوئی دلیل نہیں، حیرت ہوتی ہے کہ لوگ آزادروی کی اس منزل پر چلے جاتے ہیں کہ ایک بڑے پاکستانی مفکر نے فلمسازی کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ یہ خلاف اسلام نہیں بلکہ تبلیغ دین کا ذریعہ ہے اور اس میں اول تو عورتوں کو لایا نہ جائے، ناگزیر ہوں تو اس طرح لائیں کہ اسلامی حدود متاثر نہ ہوں سوال یہ ہے کہ ایسا کیسے ہوگا ؟ یہ سب ہوائے نفس کی اتباع ہے اور کچھ نہیں،،

سلسلہ کلام کے ختم ہونے سے قبل ایک بات کا جان لینا ضروری ہے کہ ،،بت پرستی،، جیسی قبیح رسم کی ابتداء اسی طریق سے ہوئی کہ لوگوں نے اہل اللہ اور اہل علم اور دوسرے بڑے لوگوں کی تصویریں احتراماً بنا ڈالیں اور چلتے چلتے بت پرستی شروع ہوگئی جیسا کہ سورۃ نوح میں تفصیلاً موجود ہے،،

بہر حال اس معاملہ میں جو وعیدیں ہیں ان پر نظر کر کے سختی سے اجتناب کرنا ازبس ضروری ہے،،

حکیم عبد الرشید انور
کی طرف سے

اظہار تشکر

ہری پور ہزارہ، قومی طبی کونسل کے رکن مولانا حکیم عبد الرشید انور نے ان تمام علماء کرام اور اطباء حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے حکومت کی طرف سے ان کے قومی طبی کونسل کے رکن نامزد ہونے پر مبارکباد کے تار وخطوط ارسال کئے ہیں

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب: م علوی

نعمت کی حقیقت

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ: محترم حضرات اللہ تعالیٰ کی بندے پر جو نعمتیں ہیں ان کا کوئی شمار نہیں، خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وان تعدّوا نعمة الله لا تحصوها کہ اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو نہ کر سکو۔ آدمی اگر کبھی اپنے وجود پر نظر کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ مالک الملک کی کتنی نعمتیں ہیں جو انسان کو نصیب ہوئیں، آنکھ کی پتلی، ناک کا بانسہ، انگلیوں کے پورے، کان کی باریک جھلی، کتنے نازک مقامات ہیں اور کس طرح اللہ نے اسے سرفراز فرمایا ہے، اللہ نہ کرے ذرا ادھر ادھر ہو جائے تو انسان کی حالت پتلی ہو جاتی ہے، بہر حال نعمت خداوندی میں سے بعض تو ایسی ہیں جو انسان کو دنیا میں بھی کام آتی ہیں اور آخرت میں بھی کام آئیں گی، جیسے علم ہے اچھے اخلاق ہیں کہ یہ ہر جگہ کام آنے والے ہیں، دنیا میں ان کے ذریعہ عزت و احترام اور بزرگی نصیب ہوتی ہے، اور آخرت میں انسان بخشش اور نجات و بلند درجات حاصل کریگا بشرطیکہ علم اللہ کی منشاء کی خاطر حاصل کیا اور پھر اسکی رضا کے لئے علم کی خدمت کی، دوسری قسم وہ ہے جو دونوں جہانوں میں نقصان کا ذریعہ بنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے، پروردگار عالم کا اس سے روکنا ہی بندے کے حق میں نعمت ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی طبیب حاذق بیمار کی نبض دیکھ کر اور اس کی بیماری کے کوائف معلوم کر کے اسے پرہیز بتلاتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کا استعمال تیرے حق میں نقصان دہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے جو مخصوص بندے بھیجے ان سے بڑا کوئی طبیب نہ تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے علم اور اسکی تربیت کے پیش نظر انسان کو بتلا دیا کہ یہاں یہ یہ چیزیں تیرے حق میں مضر ہیں، غصہ مضر ہے، حسد و کبر مضر ہے، ریا، غیبت، چغلی، بدگمانی، جھوٹی بات کہنا، جھوٹی قسم کھانا، سبھی چیزیں مضر ہیں، ان مضر چیزوں سے آگاہی بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے، کیونکہ انسان، نفس و شیطان کے غلبہ کا شکار ہو کر اچھے برے کی تمیز نہیں کر سکتا اس سے اسے نقصان ہوتا ہے، بعض نعمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ظاہراً اس دنیا میں راحت کا سبب بنتی ہیں، جیسے مادی ذرائع اور وسائل، نادان ہیں وہ لوگ جو انہی چیزوں کو زندگی کی معراج سمجھتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں، ان چیزوں کے نشہ کا شکار ہو کر آدمی آخرت کے رنج و عذاب میں مبتلا ہو کر رہ جائیگا اور پھر ان چیزوں پر لعنت کریگا، انبیاء علیہم السلام نے اسی لئے ہر چیز کی حقیقت سمجھائی اور بتلایا کہ کونسی چیز کس حد تک درست اور صحیح ہے، حضور نبی کریم علیہ السلام نے کبھی مال کو اپنے پاس نہیں رکھا، ادھر آیا ادھر بانٹ دیا، آپ کو اصل میں یہی پسند تھا ورنہ دنیا کا حصول آپ کے لئے کیا مشکل تھا۔ نعمت کی ایک قسم وہ ہے جو انسان کو اس دنیا میں بوجھ معلوم ہوتی ہے لیکن آئندہ چل کر اسکی قدر معلوم ہوگی، ذکر و فکر، اللہ کی یاد، ریاضت و مجاہدہ، نفس و شیطان کی مخالفت، بظاہر تو یوں ہے کہ یہ چیزیں دنیا میں بڑی مشکل ہیں لیکن فردائے قیامت میں ان چیزوں کی قدر و قیمت معلوم ہوگی، اکابر اہل اللہ اور مشائخ کرام اسی خاطر تو جد و جہد کرتے تھے اور اپنے متوسلین کو توجہ دلاتے تھے کہ یہ زندگی تو چند روزہ ہے، یہاں اگر ذکر و فکر اور یاد الٰہی سے کام لیا تو آئندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و بخشش اور نجات و راحت کا پروانہ ملیگا، بلکہ ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، خود ہمارے حضرت جب لاہور میں آئے تو عجیب حالات تھے، گھر نہ در لینا نہ دینا، لیکن اللہ تعالیٰ نے

انہیں بارہا اپنے گھر اور اپنے نبی کی مسجد و روضہ کی زیارت نصیب فرمائی۔ اللہ والے اسکی نعمتوں کی قدر پہچانتے ہیں تو رب العزت ان کے ساتھ معاملہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، حدیث میں ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جیسا بندے اس سے گمان رکھتے ہیں، اپنے مالک سے اچھا گمان رکھنا چاہئے یہی اسکی تعلیم ہے اور اسکی تعلیم کے لئے خدا والے محنت کرتے ہیں، آپ حضرات دور دور سے چل کر یہاں تشریف لائے ہیں مقصد اللہ کے نام کو سیکھنا ہے تو ہر کام ایک ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے اس میں مثبت اور منفی دونوں پہلو ہوتے ہیں بعض چیزیں اپنانے کی ہوتی ہیں اور بعض چیزیں چھوڑنے کی ہوتی ہیں جن چیزوں سے روکا جاتا ہے وہ بھی بندے کے حق میں نعمت ہی ہیں اندھے کو گڑھے سے بچانا نعمت نہیں تو اور کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نام کی خدمت و برکت سے نوازے، زندگی محتاط طریقے سے گذاریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور قیامت کے دن حضور کے جھنڈے تلے جگہ نصیب ہو جائے،

حضور فرماتے ہیں جنہوں نے میرے بعد دین کو بدلا انہیں میرا قرب نصیب نہیں ہوگا، آپ کا قرب، آپ کی شفاعت اور کوثر کا پانی پینے کی خاطر دین اسلام پر عمل پیرا ہونا اور اللہ کی نعمتوں کی قدر اور ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے،،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں کا حقیقی شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔

اظہار تشکر

حضرت مولانا صدر الشہید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ معراج العلوم بنوں کے فرزند رشید برادرم مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی نے امسال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان دورۂ حدیث میں پورے پاکستان میں اول پوزیشن حاصل کی،،

مولانا المحترم نے ان تمام مداحوں، عقیدت مندوں اور احباب کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے ان کے خلف الرشید کی شاندار کامیابی پر مبارک کا پیغام بھیجا ہے،

ادارہ خدام الدین مولانا المحترم کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے،،

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: عسلوی

عروج وزوال کا راز

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہم

بعد از خطبہ مسنونہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ .... اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ط" صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات سورۃ بنی اسرائیل کی دو آیتیں ۹-۱۰ تلاوت کی گئی ہیں ان کا ترجمہ ہے،

بے شک یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو بہت بڑا اجر ملیگا اور یہ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے سخت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ---- (کشف الرحمٰن)

حضرت الامام لاہوری قدس سرہ مختصر حواشی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ،

جس طرح تورات بنی اسرائیل کے لئے ہادی تھی اسی طرح قرآن سب سے سیدھے راستہ کی رہنمائی کے کیلئے نازل ہوا ہے، فرمانبرداروں کے لئے قرآن خوشخبری دینے والا ہے، نافرمانوں کے لئے عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہے --- ص ۵۱۲

سورت کا ابتدائی حصہ

اس سورۃ کی ابتدائی آیت میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج کا ایک حصہ بیان فرمایا ہے اس کے متصل بنی اسرائیل کے حالات و واقعات کچھ ذکر فرمائے ہیں، جن میں بطور خاص یہ بات بیان فرمائی گئی ہے کہ تم زمین میں فساد کرو گے اور ذلیل کئے جاؤ گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فساد بڑا جرم ہے اور مفسد لوگ اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے لوگ ہیں، آدمی فساد پھیلائے اور اللہ کے عذاب و گرفت سے بچا رہے۔ یہ ناممکن ہے فسادی کو اپنے فساد کی سزا ضرور ملتی ہے جلدی یا بدیر، پھر یہ فرمایا کہ سزا کے بعد اگلا مرحلہ آیا تو تمہیں کچھ ہوش آئی تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ دیدیا تمہارے مال و اولاد میں برکت دیدی، ---

واقعہ یہی ہے کہ جب بندہ اللہ کے حضور جھکتا ہے اور اپنے مالک سے جُڑتا ہے تو اسکی ہر چیز میں برکت دیدی جاتی ہے گذشتہ جمعہ میں اس طرف توجہ دلائی گئی کہ ایمان و تقویٰ کی زندگی اختیار کرنیوالوں پر اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اس کے بعد ایک ضابطہ ہے جسکی تشریح امام لاہوری کے الفاظ میں یہ ہے کہ،

یاد رکھو اگر نیکی کرو گے تو اسکا فائدہ خود ہی اٹھاؤ گے اگر برائی کرو گے تو نقصان بھی خود ہی پاؤ گے"، اس کے بعد ان کے دوسرے فساد اور اس پر اللہ کی طرف سے سزا کا ذکر ہے اور سزا کے بعد بیان فرمایا کہ "تمہارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے"، مطلب یہ ہے کہ تم نے شرافت کا راستہ اپنایا تو سو بسم اللہ ورنہ شرارت و فساد کا پھر وہی ثمرہ ہوگا اور اس کے بعد وہ آیتیں ہیں جنکا ترجمہ اور تشریح آپ نے سماعت فرمائی ایک خادم قرآن نے لکھا"

بلا شبہ یہ قرآن اس راستے اور طریقے کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایسی راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی راہ ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کے پابند ہیں اس بات کی بشارت اور خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے --- (سب سے سیدھی راہ یعنی اسلام جو ہر قسم کی افراط و تفریط سے مبرا ہے) (کشف الرحمٰن)

دینِ قیم

اللہ تعالیٰ کے بے پناہ انعامات میں سے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عظیم ترین انعام ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو جو کتاب دی وہ ایسی ہے جسکی دنیا میں مثال نہیں، اسکی چھوٹی سے چھوٹی سورت الکوثر ہے جسکا مقابلہ دنیائے کفر نہیں کر سکی۔ قرآن پیدا فرمانے والے نے اس کے

مخالفین کو چیلنج کیا کہ اسکا مقابلہ کرکے دیکھ لو
نہیں تو دس سورتوں کا ورنہ ایک ہی ہی، لیکن
دنیائے کفر لرزہ براندام ہوگئی

آج چودہ صدیاں بیتنے کو ہیں لیکن اللہ کی بات جوں
کی توں ہے، اس کتاب مقدس کو مٹانے کی کیا کیا
کوششیں ہوئیں لیکن معاندین اسلام ایک لفظ
بھی تو ادھر سے ادھر نہ کرسکے، اس کتاب مبین
کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے روشنی اور
نور قرار دیا، اسکی تلاوت معرفت اور اس پر
عمل میں ہدایت کا راز پوشیدہ بتلایا، آخرت
کی نجات تو ہے ہی اس سے متعلق دنیا کی خوشحالی
وفارغ البالی کو بھی اسی سے وابستہ کیا اور اس
قرآن عزیز سے روگردانی کرنے والوں پر واضح کردیا
کہ تمہاری یہ دنیا تنگی وعسرت میں گذریگی اور آخرت
میں تم اندھے ہوکر اٹھو گے"

ارشادات رسالت

قرآن عزیز کے سلسلہ میں حضور ختمی مرتبت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کا احاطہ
مشکل ہے، محض ایک بات عرض کرتا ہوں،
حضور علیہ السلام کی باتیں بھی کیا خوب ہیں" جوامع
الکلم، چھوٹے چھوٹے، پیارے پیارے جملے لیکن
معانی کے سمندر، فرمایا کہ اللہ نے قوموں کے عروج وزوال
کو قرآن سے وابستہ کردیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ
بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ
کتنا سچا ارشاد ہے سرکار مدینہ کا، اس قوم کو دیکھیں
جو بادیہ نشین تھی، جس نے ایران پر حملہ کیا اس
دور کا ایران سپر طاقت شمار ہوتا تھا ایرانی
فوج کے سپہ سالار نے کہا، عرب والو تمہیں کیا
ہوگیا، لوٹ مار پر تمہاری گذر ہوتی تھی، اب
تمہارے یہ چلن ہیں دنیا کی اتنی بڑی طاقت سے
ٹکرانے کا حوصلہ، پلٹ جاؤ ورنہ فنا ہوجاؤ گے
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لشکر
اسلام کے قائد نے فرمایا لوٹ مار کرتے تھے تو
ہماری جہالت تھی، اب اللہ نے ہمیں علم
دیا، پہلے ہمارے معبود ڈھیروں تھے اب
ایک کا آستانہ ہے، پہلے ہماری زندگی
غیر منظم تھی، غیر مہذب تھی، اب ہم میں تنظیم
بھی ہے تہذیب بھی، کل ہمارا چلنا پھرنا ہماری
اپنی مرضی سے ہوتا تھا، آج ہم کسی کے نمائندے
ہیں، بھیجے ہوئے ہیں، اس نے اپنے لاؤ لشکر
سامان رسد وضرب اور جاہ وجلال سے ڈرایا
لیکن جو دل حریم کبریا کے معرفت شناس
ہوچکے تھے، وہ بندوں کا کیا خوف کھاتے،
فرمایا۔ ایسی قوم ہمارے ساتھ ہے جو موت کو
محبوب رکھتی ہے، اس قوم کے ساٹھ فرزندوں
نے جنگ یرموک میں دشمن کے ساٹھ ہزار
سپاہیوں کو تہس نہس کردیا، دس ہزار افراد
قادسیہ کے میدان سے گذر گئے، دشمنوں
نے لاتعداد لڑکیوں کو راستوں میں ڈال دیا
کہ ان کے جمال وحسن کا شکار ہوکر یہ قوم
اپنے مقصد سے ہاتھ دھو بیٹھے گی، لیکن
جن نظروں میں خالق حسن وجمال کا رخ زیبا
ہو جنہوں نے اللہ کے سب سے زیادہ حسین
وجمیل بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا ہو وہ قادسیہ
کے میدانوں اور شہروں میں کھڑی ہونے والی
لڑکیوں کے حسن پر کیسے فریفتہ ہوسکتے تھے
انہیں تو اللہ تعالیٰ نے "غض بصر" کا حکم دیا تھا
وہ گذر گئے اور کسی غیر محرم کو نہ دیکھا"
دیکھا آپ نے اس قوم کے حالات، کیا تھی
کیا ہوگئی، اور اب لاکھوں کروڑوں ہیں!
لیکن تباہ حال، پریشان، خوشحالی سے محروم!
اللہ کے نبی صادق مصدوق کا فرمان سچ ہے،
قرآن کا ترک زوال وادبار کو دعوت دینے کے
مترادف ہے، آج اتنی قوم لیکن بزدلی کا شکار
وہن کا شکار، حضور علیہ السلام نے وھن کی تفصیل
فرمائی، حب الدنیا وکراھیۃ الموت،
دنیا کی محبت اور موت کا ڈر، جو دل اللہ کے
خوف سے عاری ہو، جو زبان قرآن کی تلاوت
سے محروم ہو، جو اعضاء وجوارح عمل بالقرآن
سے محروم ہوں، انہیں عزت ملے تو کیسے،

"شیخ الہند کی بات"

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے
خادم، محدث وقت، مجاہد فی سبیل اللہ حضرت
شیخ الہند دیوبندی نے کتنی پتہ کی بات فرمائی
مالٹا کی جیل سے واپسی پر قوم کے ادبار وزوال
کے متعلق فرمایا کہ قرآن سے دوری اور آپس
کا انتشار یہی سبب ہیں ہمارے زوال کے"
قرآن کے متعلق آپ سن چکے، انتشار باہمی
کے متعلق قرآن نے کہا کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی
کافروں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہوجائیگا
عزت وغلبہ اور سربلندی وکامیابی، باہمی اتحاد
میں ہے، مسلمان کا کام بنیان مرصوص
ہونا ہے اس کے بغیر بات نہیں بنیگی"

"محترم حضرات"

قرآن کی آیتیں پڑھیں، ان کا ترجمہ وتشریح
بیان کی، سرکار مدینہ کے ارشادات سنائے
مقصد سب کا واضح ہے"

اور بات مختصر

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہوکر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

حالات کی اصلاح مقصود ہے تو قرآن سے
تعلق جوڑیں، عزت وسربلندی مطلوب ہے

باقی بر صفحہ ۱۱

داعی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب الرحمٰن
(اعوان)

"وہ دانائے سُبُل، مولائے کل ختم الرسل جس نے
"غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا"
"نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
"وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اس صفحہ ہستی پر بڑے بڑے جلیل القدر انسانوں نے جنم لیا، جنہوں نے اپنے یقین محکم اور عمل پیہم کی وجہ سے رفعت و عظمت کی وادیوں کو چھوا جنکی زندگیاں گم کردہ راہ مسافروں کے لئے مینارہ نور اور تشنگان علم وحکمت کے لئے منبع رشد و ہدایت ثابت ہوئیں اور انکے زرّیں اور تابندہ کارنامے تاریخ کے اوراق پر جگمگاتے نظر آتے ہیں،" یہ حضرات گو کہ دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن ان کے چھوڑے ہوئے نقوش چشم بصیرت کے لئے آج بھی مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں حکمت و دانش اور عزم و استقلال کے کوہ پیکر نظر آتے ہیں، جن سے انسانیت کو تعمیرِ حیات کا پیغام ابدی ملا،" اور جن سے طالبان حق نے سیرابی حاصل کی، اسی طرح جاہ و حشم کے مالک اور سطوت و شوکت کے حامل افراد نے بھی اس دھرتی کو زینت بخشی، بعض نے دولت و ثروت، اور حکومت و سلطنت کے نشے میں مخمور ہو کر مخالفین کو ثریا کی رفعتوں سے ثریٰ کی پستیوں میں دے مارا اور اپنے سے اختلاف رکھنے کے جرم کی پاداش میں رسوائی اور ذلت کے گڑھوں میں پھینک دیا، ضرب و حرب کے بل بوتے پر وہ معرکے بپا کئے گئے کہ چشم فلک بھی آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکی،"

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں نے سسکتی اور بلکتی انسانیت کے لئے کوئی ایسا نسخہ کیمیا بھی تجویز کیا کہ جس سے بہرہ ور ہو کر وہ دارین کی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے، کیا ان کی خون ناحق سے رنگین تلواروں نے عقائد فاسدہ، افعال قبیحہ، اور رسومات باطلہ پر بھی کوئی کاری ضرب لگائی ہے؟ کیا انہوں نے عصیان و طغیان کے بحر بیکراں میں ڈوبتے ہوئے انسان کو درس توحید اور پیغام اخوت سے کبھی آشنا کیا

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را کے مصداق جب کوئی شوریدہ سر ماضی کے آئینے میں جھانکتا ہے تو اسے چہار سو اندھیروں کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے "شب ظلمت" ہر طرف زلفیں دراز کئے نظر آتی ہے اور دور دور تک افق پر کہیں روشنی نظر نہیں آتی،" لیکن دفعتہً جب اسکی نگاہیں آج سے چودہ سو برس پہلے کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ چشم تصور سے خدا کے آخری پیغمبر عبداللہ کے لخت جگر، آسمان نبوت و رسالت کے شمس و قمر، رشد و ہدایت کے محراب و منبر، شافع محشر، ساقی کوثر جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو لات و عزیٰ کے پجاریوں کے درمیان یکہ و تنہا توحید کے رسیلے گیت الاپتے دیکھتا ہے تو اسکی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھتی ہیں، فرحت و انبساط سے اسکا چہرہ گلاب کی طرح تر و تازہ اور شگفتہ ہو جاتا ہے،

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی سرزمین پر جس طرح کلمہ اسلام کی دعوت پیش کی اور اس کے لیے جس طرح ایثار و قربانی سے کام لیا تاریخ انسانی اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، آپکی دعوت کا سب سے اہم اور روشن پہلو یہ ہے کہ آپ نے اندر کے اصل انسان کو بیدار کر دیا،" انسانی روپ میں جو خواہش پرست حیوان پایا جاتا تھا وہ دعوت حقہ کے اثر سے وہ بالکل مٹ گیا اور معًا اسکی کوکھ سے ایک خدا ترس اور با اصول انسان نے جنم لیا اس نئے انسان کے کردار اور درخشانی کو دیکھے تو نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہیں"

دعوت اسلامی سے پہلے آپ غور کریں تو عرب کی سرزمین ہر برائی سے اٹی پڑی نظر آتی ہے" چہار سو شرک و بدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے نظر آتے ہیں، ظلم و ستم جور و جفا کی آندھیاں چلتی نظر آتی ہیں، عفت و عصمت کے آبدار موتی داغدار ہوتے نظر آتے ہیں،"

صداقت، امانت، دیانت اور شرافت کے پھول مرجھائے نظر آتے ہیں، شفقت

ورحمت، اخوت وعزت، اور ہمدردی کے
چشمے سوکھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں "
مخلوق خدا اپنے ہی ہاتھوں سے تراشیدہ
پتھروں کے سامنے جبین نیاز جھکائے نظر آتے
ہیں، حالی نے کیا خوب ان حالات کی منظر کشی
کی ہے "

"جوا، انکی دن رات کی دل لگی تھی"
"شراب گویا انکی گھٹی میں پڑی تھی"
"تعیش تھا، غفلت تھی دیوانگی تھی"
"غرض ہر طرح انکی حالت بری تھی"

لیکن یہ کیسا انقلاب تھا جس نے انہیں آن
واحد میں بدل کے رکھ دیا، حضرت عمر جیسا
مکہ کا ایک مے نوش نوجوان بدلا تو لسان رسالت
سے لو کان بعدی نبیا لکان عمر
کا خطاب پایا، فضالہ میں تبدیلی آئی تو کس
شان سے، ابوذر کو لیجئے کہ کیا انقلابی جذبہ
دکھتے ہیں کہ کعبے میں کھڑے ہو کر جاہلیت کو
چیلنج کرتے اور مار کھاتے ہیں، خبیب کے
دل کو کس نے روشن کر دیا کہ دہکتے انگاروں
پر لٹائے جاتے ہیں مگر نعرہ توحید الاپنے سے
باز نہیں رہتے، کعب بن مالک کا کردار دیکھئے
ابو خیثمہ کا رنگ ملاحظہ کیجئے، نجاشی کے دربار
میں جعفر طیار کی تقریر کی صداقت اور
جلالت کا نظارہ کیجئے ایرانی سپہ سالار کے
دربار میں ربعی بن عامر کی شان استغناء
دیکھئے، حالی فرماتے ہیں "

"کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوت ہادی،
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے

ان ہستیوں سے وہ معاشرہ تیار ہوا اور
ایسے قائدین اور کارکنوں کے ہاتھوں وہ
نظام حکومت پیدا ہوا جس نے اگر بندش
شراب کا اعلان کیا تو ہونٹوں سے لگے ہوئے
پیالے فوراً الگ ہو گئے اور بہترین شرابوں
کے مٹکے گلیوں میں الٹا دیئے گئے، اور جس نے
اگر عورتوں کو سر وسینہ ڈھانپنے کا حکم دیا
تو حکم ملتے ہی کسی تاخیر کے بغیر دوپٹے اور اوڑھنیاں
بنا لی گئیں اور جس نے اگر جہاد کے لئے پکارا
تو نو عمر لڑکے ایڑیوں کے بل کھڑے ہو کر یہ کوشش
کرتے دکھائی دیئے کہ انہیں بھی شامل کر لیا
جائے، جس نے اگر آلات حرب وضرب خریدنے
کے لئے چندے کی فراہمی کا اعلان کیا تو جہاں
حضرت عثمان جیسے دولت مند تاجروں نے
سامان سے لدے پھندے اونٹوں کی قطاریں
لا لا کر کھڑی کر دیں اور ابوبکر جیسے فدائیوں
نے گھر کی ساری متاع انقلاب اسلامی
کی ترویج کے لئے نبوت کے قدموں میں
ڈال دی تو وہاں ایسے مزدور بھی تھے جنہوں
نے دن بھر کی مزدوری سے حاصل شدہ
کھجوریں جنگی فنڈ میں دیکر دامن جھاڑ دیا
جس نے اگر مہاجرین کی بحالی کیلئے انصار کو
پکارا تو انہوں نے اپنے مکان، دوکان،
کھیت، اور باغ نصف نصف بانٹ دیئے
اور بھائی چارے کا ایک بے مثل سماں پیدا
کر دیا، جس نے اگر مال غنیمت سپہ سالار کے
پاس جمع کرانے کا حکم دیا تو اس شان سے
تعمیل کی گئی کہ فوج کے سپاہیوں نے ایک
ایک سوئی اپنے افسر کو پیش کر دی، یہ ہستیاں
تھیں جنہوں نے نیکی کا ایسا ماحول تیار کر دیا
کہ جس میں شاذ ونادر ہی جرائم ہوتے تھے اور حضور
کے پورے دس سال کے دور حکومت میں گنتی
کے چند مقدمات عدالتوں میں آئے یہ ایسا
ماحول تھا جس میں کوئی سی آئی ڈی، نہیں رکھی
گئی بلکہ لوگوں کے ضمیر ہی ان کے پاسبان
اور نگران تھے"

یہ تھا وہ انقلاب جس نے ظاہری صورتوں کے
ساتھ ساتھ دل ودماغ کو بھی بدل ڈالا"

یہ انقلاب اس لئے بھی لاجواب ہے کہ اسے
بپا کرنے والے نے اگرچہ بے انتہا قربانیوں
سے اسکی تکمیل کی لیکن اس نے کوئی صلہ نہیں
لیا، اپنا سب کچھ انسانیت کی فلاح وبہبود
کے لئے لٹا دیا لیکن اتنا کچھ بھی نہیں لیا جتنا اگر
لیا جاتا تو عقلاً، شرعاً جائز اور روا ہوتا، معاشی
لحاظ سے دیکھئے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی
کامیاب تجارت قربان کر کے اس سے حاصل شدہ
سرمایہ اپنے مشن پر نچھاور کر دیا اور جب کامیابی
کا دور آیا تو دولت کے ڈھیر اپنے ہاتھوں سے
تقسیم کئے، اپنے لئے کوئی بنک بیلنس، کوئی
پراپرٹی نہیں بنائی، حاجب اور دربان بھی
نہیں رکھے، سواریاں جمع نہیں کیں"

اور اگر سیاسی لحاظ سے دیکھیں تو اپنے لئے کوئی
ترجیحی حقوق حاصل نہیں کئے، سیاسی مقام
اونچا کرنے کے لئے کوئی من مانا قانون جاری
نہیں کیا، مدینہ میں شدید ایمرجنسی رہی، یہود
و منافقین کی نت نئی شرارتوں سے سابقہ
رہا مگر کسی کو پابند سلاسل نہیں کیا کوئی
پابندی نہیں لگائی، آزادی ضمیر کی کھلے بندوں
اجازت تھی،

اور اگر سماجی لحاظ سے دیکھیں تو آپ نے
اپنے لئے مساوات پسند کی امتیاز پسند نہیں

باقی بر ص ۱۱

قاضی قمرالدین احمد
صدیقی، فاضل دیوبند

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی

سٹلائٹ ٹاؤن
راولپنڈی سے۔

شان رحمتہ اللعالمینی

عبداللہ بن ابی سرح اس کا جرم ناقابل معافی تھا کیونکہ یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لا چکے تھے اور کتابت وحی تک اس کے سپرد ہوئی یہ شومئی قسمت سے بعد میں مرتد ہو گیا اسلام پر کفر کو ترجیح دی، فتح مکہ کے دن بارگاہ رسالت سے ان کے قتل کا بھی فرمان صادر ہو چکا تھا لیکن حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ان کو اپنے ہمراہ لا کر سفارش کرتے ہیں۔ باوجود انکے جرم شدید کے دامن رحمت دراز ہوتا ہے اور اس گردن زدنی مجرم کو اپنے سایہ میں لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن زبعری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہجو میں ناپاک اشعار لکھا تھا اور آپ کی علانیہ ہجو کرتا تھا یے قرار ہو کر یمن چلا گیا لیکن جب واپس آیا تو دربار رسالت میں حاضر ہو کر امن کا طالب ہوا، یہاں تو عفو وکرم کا سمندر پہلے ہی سے موجزن تھا فوراً رافت ورحمت کی موجوں نے لے لیا اور وہ بغیر کسی تاخیر کے مشرف باسلام ہو گیا اور معذرت میں بہت سے اشعار پڑھے منجملہ ان اشعار کے دو شعر یہ ہیں،،

یا رسول اللہ ان لسانی
راتق ما فتقت اذا انا بور
امن اللحم والعظام بربی
ثم نفسی الشهيد انت النذير

اے رسول اللہ میری زبان اس نقصان کو جبر کرنے والی ہے جو میں نے اپنی تباہی کے زمانے میں پہنچایا تھا،،
میرا گوشت اور ہڈیاں اللہ پر ایمان لائیں اور نفس گواہی دیتا ہے کہ آپ نذیر ہیں،،

کعب بن زہیر، زبردست مشہور تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں علانیہ ہجو آمیز اشعار کہتا تھا، بنا بریں ان کے قتل کا حکم بھی بارگاہ رسالت سے صادر ہو چکا تھا، فتح مکہ کے موقع پر ان کا بھائی اسلام لا چکا تھا اور کعب روپوش ہو گئے ان کے بھائی نے ان کو بہت سمجھایا لیکن وہ اور جل کر توہین آمیز اشعار کہتا تھا اس پر مسلمان اس سے بہت ناخوش تھے، جب اس کے امن کی بظاہر کوئی صورت نہ رہی تو وہ خفیہ طور سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کعب امن کا طالب ہے کیا آپ اسکو امن دینگے، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم میں مسلم، کافر، دوست، دشمن، یگانہ وبیگانہ، سب مساوی حیثیت رکھتے تھے ابر رحمت دشت وچمن کو یکساں سیراب کرتا تھا، آپ نے جواب اثبات میں دیا، کعب نے عرض کیا، کعب اسی بدبخت کا نام ہے، فی البدیہہ ایک قصیدہ مدحیہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا،،

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی، جو کعب کے ورثاء سے حضرت امیر معاویہ رضؓ نے بیس ہزار ۲۰۰۰۰ درہم کے عوض میں خرید لی، بعد ازاں بنو امیہ پھر بنو عباس سے منتقل ہو کر ترکوں تک پہنچی اور آج تک قسطنطنیہ کے خزانہ تبرکات میں موجود ہے،،

وحشی بن حرب، انہوں نے شہنشاہ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کیا تھا، فتح مکہ کے دن طائف بھاگ گئے، کچھ عرصہ کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے ان کا اسلام قبول فرمایا اور حضرت سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے واقعات شہادت دریافت فرمائے جنہیں سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے، اور اس ناقابل برداشت جرم کا اثر صرف یہ رہ گیا کہ آپ نے فرمایا ”تم میرے سامنے نہ بیٹھا کرو،، اور کا قال،، تاکہ مرحوم چچا کی یاد تازہ نہ ہو،،

هنده بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان

منجملہ ان چار عورتوں کے تھیں جو عفو عام سے
مستثنیٰ قرار دی گئیں تھیں، ان کی عداوت
اور ایذا رسانی کا یہ عالم تھا کہ سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان، ناک، کا ٹکڑا
ان کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا اور سید الشہداء
کا جگر کچا کھا ڈالا، مکہ فتح ہونے تک وہ اسلام
کی بیخ کنی میں مصروف عمل رہیں، جب شہنشاہِ
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح
کیا، تو داخل ہوتے وقت رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو سفیان کو ارشاد فرمایا کہ ہمارے
داخلے سے پہلے قریش کو عساکر اسلام کی آمد
کی اطلاع کر دو اور عفو عام کا اعلان بھی
سنا دو، ابو سفیان نے بیت اللہ میں کھڑے
ہو کر لشکر اسلام کی آمد کی اطلاع دی اور اعلان
عفو عام سے مطلع کیا، ہندہ نے سب سے
پہلے اپنے گھر کے بت توڑے اور چند عورتوں
میں مل کر خفیہ طور سے بارگاہ رسالت میں حاضر
ہوئیں، یہاں تو دریائے رحمت دشمن دوست
سب کی سیرابی کیلئے پہلے ہی موجزن تھا،
ہندہ فوراً داخل حلقہ اسلام ہو گئیں، اور
دو بکریاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر
کیں اور عرض کیا کہ میری بکریاں بچے کم جنتی
ہیں آپ نے دعا فرمائی، اور آپ کی دعا
برکت سے بعد میں بکریوں کا ریوڑ بہت ہی
بڑھ گیا،،

کفار مکہ نے شعب ابی طالب میں آپ کو
مع آپ کے خاندان کے مکمل تین سال محصور
رکھا، اور حد سے زیادہ تکالیف پہنچائیں،،
کھانا پانی تک بند کر دیا بچے شدت گرسنگی
و تشنگی سے گریہ کناں تھے لیکن ان بدبختوں
کو ان معصوموں کی آہ و زاری پر بھی رحم
نہ آیا، یہ سلوک تو آپ کے مخالفین کا تھا
لیکن آپ کی شان عفو و درگذر کا نظارہ
ملاحظہ ہو کہ مکہ میں زبردست قحط پڑا۔
اہل مکہ سب پریشان ہو کر فاقوں سے مرنے
لگے حتی کہ لوگ ہڈیاں اور مردار تک کھانے
پر مجبور ہو گئے، ابو سفیان جس نے اپنی زندگی
کے مکمل اکیس سال آپ کی مخالفت میں گنوائے
اور ہر وقت آپکی ایذا رسانی اور نقصان
دہی کی تجاویز سوچتا رہتا تھا اور ان پر
عمل پیرا ہوتا رہتا تھا، آپکی خدمت میں
حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی آپ نے
اسی وقت مالک ارض و سما سے بارش کی دعا
کی، بارش خوب ہوئی اور نالے ندیاں زور
سے بہنے لگیں بارش برابر جاری ہے، دوبارہ
حاضر ہو کر بارش کی بندش کی درخواست کرتا
ہے تو حضور فرماتے ہیں اللھم حوالینا
ولا علینا، بارش فوراً رک گئی،

اسی طرح جب دوسری مرتبہ اہل مکہ قحط کے
عذاب میں مبتلا ہوئے تو ثمامہ بن اثال
نے نجد سے مکہ کو غلہ بھیجنا بند کر دیا، لیکن
آپ نے اہل مکہ کی درخواست پر ثمامہ کو
غلہ کی ترسیل کا حکم دیا جسکی فوراً تعمیل
ہوئی اور مکہ والوں کی پریشانی دور ہوئی

غزوہ بدر میں جب آپ جنگ سے فارغ
ہو چکے تھے اور قیدی گرفتار کر کے آپکے
سامنے لائے گئے تو ان میں باوجود اس کے
کہ وہ آپکے سخت ترین دشمن تھے، آپ نے
مجلس مشاورت منعقد فرمائی، صحابہ کرام
کی آراء مختلف تھیں حضرت ابو بکر صدیق
نے عرض کیا کہ یہ سب ہم قبیلہ ہیں شاید یہ
نہیں تو ان کی اولاد ہی اسلام قبول کرے،،
جزیہ لیکر انہیں چھوڑ دیا جائے
لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اس سے متفق نہ ہوئے عرض کیا اسلام
کے بارے میں عزیز داری کی کوئی حقیقت
نہیں یہ کفر کے ستون ہیں ان سب کو قتل
کر دیا جائے اور قتل بھی اس طرح کہ ہر آدمی
اپنے قریب کے رشتہ دار کو قتل کرے،
علی عقیل کو قتل کریں حمزہ عباس کا سر قلم کریں
میں اپنے ماموں کی گردن اتاروں گا،،

رحمۃ اللعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے کرم نے
ابو بکر کی رائے سے اتفاق فرمایا اور قلیل جزیہ
مقرر کر کے سب کی رہائی کا حکم دیا،،
قیدی کی حیثیت سے بعض لوگ جزیہ ادا کرنے
سے معذور تھے، ان سے ارشاد فرمایا، جو مسلمان
لکھنا نہیں جانتے انکو لکھنا سکھا دو یہی
تمہارا جزیہ ہے،،

غزوہ احد میں کفار نے آپ کو بہت ہی
تکالیف پہنچائیں آپکے دندان مبارک شہید
ہو گئے اور جسد اطہر بھی مجروح ہوا لیکن اس
وقت بھی آپ کی زبان مبارک سے بجائے
بد دعا کے دعائیہ کلمات ارشاد ہوتے ہیں
فرمایا،، اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون
ای اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ مجھے جانتے
نہیں،، داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم طائف
میں وعظ و تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے لیکن
وہاں کے رؤساء نے آپ کے ساتھ جو
توہین آمیز سلوک کیا وہ سب جانتے ہیں آپ
کے پیچھے بدمعاش اور آوارہ لڑکوں سے تالیاں
بجوائیں، گالیاں دلوائیں، مضحکہ اڑایا، جسمانی
تکلیف دینے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی،

پتھر برسائے گئے آپ کا جسد اطہر لہولہان ہوگیا نعلین مبارک خون میں تر بتر ہوگئی یہاں تک کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی، حضرت زید بن حارثہ ساتھ تھے ایک باغ میں پناہ لی اسی عالم میں اللہ کا رسول زخموں سے چُور واپس ہوا لیکن زبان مبارک سے بددعائیہ جملہ نہیں نکالا، لیکن طائف جب جنگ حنین میں فتح ہوا تو بجائے سزا کے اپنے اور بنو عبد المطلب کے حصہ کے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے آزاد کر دیا دوسروں کے حصہ کے قیدیوں کا فدیہ اپنی طرف سے ادا کر کے انکو بھی آزاد کر دیا نہ صرف آزادی عطا فرمائی بلکہ اکثر کو مال ومتاع عطا فرمایا اور رخصت کر دیا،

حدیبیہ کے موقع پر آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز میں مشغول تھے اچانک کوہ تنعیم سے اسی آدمی اترے جو صحابہ کرام کو قتل کرنے آئے تھے، کہ سب گرفتار کر لئے گئے، لیکن رحمۃ اللعالمین نے ان کی بے چارگی اور بے کسی کو دیکھتے ہوئے سب خونخوار مجرموں کو معاف کر کے رہا کر دیا،

حبیب بن اسود جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی کمر میں نیزہ مارا تھا اور آپ اونٹ سے گر گئیں اور حمل ساقط ہوگیا آخر اسی صدمہ سے راہی ملک بقاء ہوگئیں لیکن نبی رحمت نے اپنی جگر گوشہ کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اسکو معاف فرما دیا،

ایک عورت زینب نامی سرکار دوجہاں کو اور آپ کے صحابہ کرام کو زہر دیکر مارنا چاہتی ہے، یہ راز طشت از بام ہونے پر حواس باختہ دربار رسالت میں حاضر ہوتی ہے اور معافی مانگتی ہے، رسول رحمت جوش میں آتا ہے اور اسے اپنے دامن عفو وکرم میں چھپا لیتا ہے

ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر آپ صحابہ کرام کو آرام کرنے کا حکم دیتے ہوئے خود قدرے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی، ایک کافر نے آکر تلوار تان کر آپ سے کہا کہ میری تلوار سے آپ کو کون بچائیگا، آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا، "اللہ"، اس لفظ کی ہیبت سے وہ لرزہ براندام ہوگیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپ نے تلوار اٹھا کر فرمایا اب تجھ کو کون بچائیگا، وہ مبہوت حیران خاموش تھا، محسن خلائق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی پریشانی کو دیکھ کر معاف فرما دیا اور وہ اخلاق کریمانہ کو دیکھکر اسی وقت مسلمان ہوگیا،

غیر مسلم کوتاہ نظر اور متعصب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور جہاد پر معاندانہ نگاہ ڈالتے ہوئے رحم وکرم کے خلاف الزام تراشی کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا نے خوب سمجھ لیا ہے کہ باطل کے مقابلہ میں جہاد عین رحم ہے، مظلوموں اور کمزوروں کی تقویت جہاد ہی سے ہوتی ہے، ہاں وہ جنگ جو ملک گیری اور سرمایہ کی فراوانی کے لئے کی جاوے وہ یقیناً جوع البقر اور ناپاک مشغلہ ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ اور ظلم کی مدافعت کمزوروں کی اعانت کے لئے تھے، اوپر معلوم ہوا کہ ہر معرکہ جہاد کے خونی مناظر بھی رحم وکرم کے ترشحات سے کسی موقع پر تشنہ لب نہیں رہے مذکورہ بالا واقعات ہمارے دعویٰ کی تصدیق کے لئے کافی ہیں، کیا دنیا والے کوئی ایسی شخصیت پیش کر سکتے ہیں جو اسلام کے تمام پہلوؤں کے لئے جامع ہو اور ہر مزاج کے موافق نسخہ تشخیص کرنے میں حاذق ہو، جو کچھ اوپر عرض کیا گیا ہے یہ بالکل مشتے نمونہ [illegible]ارے کا مصداق ہے اگر آپ کی تمام زندگی کے عفو وکرم، درگذر، حلم وتحمل کے واقعات یکجا فراہم کئے جائیں تو انسان کی زندگی تو ختم ہو جاویگی لیکن وہ احصار نہیں کر سکیگا، اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانان عالم کو آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے" (آمین)

بقیہ خطبہ جمعہ ....

تو قرآن کا دامن تھام لیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی قرآن اور اس کے ساتھ اپنی سنت ہمارے لئے چھوڑی ان کا مقصد یہ تھا کہ ان پر عمل کریں، ہم سب کچھ پر عمل کرتے ہیں قرآن وسنت کی پرواہ نہیں، ـــــ یہی راز ہے تباہی کا اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ ہمیں قرآن والا بنائے اور قرآن وسنت پر عمل کی توفیق دے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

زمینداری کا شرعی نظام

تحریر مولانا سید امین الحق صاحب خطیب جامع مسجد شیخوپورہ

خیبر کی تقسیم

حضرت عمر فرماتے ہیں اگر مجھے بعد میں آنے والوں مسلمانوں کی رعایت منظور نہ ہوتی تو میں ہر مفتوحہ بستی کو تقسیم کرتا جیسے کہ حضور نے خیبر کو غانمین میں تقسیم کر دیا تھا (ابوداؤد ج۲ بخاری)

حضرت عمر کی مراد یہ ہے کہ بعض خیبر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین میں تقسیم کر دیا تھا اور حضرت عمر کی یہ مراد نہیں کہ حضور نے سارا خیبر غانمین میں تقسیم کر دیا تھا،

بشیر بن یسار فرماتے ہیں کہ مجھے کئی ایک صحابہ نے کہا کہ حضورؐ نے خیبر کے ۳۶ حصے کر دیئے تھے اور ۳۶ حصوں میں سے ۱۸ حصے حضور نے غانمین کو دیئے اور ان میں حضور کا حصہ بھی تھا، اور باقی ۱۸ حصے وفود اور دوسرے امور کیلئے اور عام مسلمانوں کی ضروریات کیلئے محفوظ کر دیئے تھے،،

ابوداؤد ص۶۹ ج۲

سہل ابن ابی حثمہ فرماتے ہیں کہ حضور نے خیبر کی زمین کو آدھا آدھا کر لیا تھا، نصف غانمین اور حضور کے لئے تھا اور دوسرا آدھا ملّی ضروریات کے لئے تھا،،

ابوداؤد ص۶۹ ج۲، احکام القرآن ص۵۳۱ ج۳

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابوبکر رازیؒ لکھتے ہیں، اگر غانمین خیبر کی زمین کے مالک ہوتے تو حضور علیہ السلام اس میں سے آدھا حصہ اپنے لئے الگ نہ کرتے اس لئے کہ خیبر جنگ سے فتح ہوا تھا اور وہ سب حضور کے اختیار میں نہ ہوتا، اور حافظ ابن قیم کہتے ہیں کہ اگر خیبر کی زمین غنیمت کے حکم میں ہوتی اور غنیمت کی مانند غانمین اس کے مالک ہو گئے ہوتے تو حضور اس میں سے خمس لیکر باقی تمام اراضی کو غانمین میں تقسیم فرماتے مگر سنن اور مستدرک کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کی زمین کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا تھا اور ۱۸ حصے غانمین کو دیئے تھے اور حضور کا حصہ بھی اس میں تھا اور باقی ۱۸ حصوں کو وفود کے مصارف اور دیگر ضروریات اور عامۃ الناس کی حاجات کے لئے الگ کر دیا تھا، زاد المعاد ص۶۹ ج۲)

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی مراد یہ ہے کہ حضور نے بعض خیبر کو تقسیم کر دیا تھا اور طحاوی نے بھی یہ کہا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بشیر بن یسار کہتے ہیں کہ حضور نے خیبر کا آدھا غانمین میں تقسیم کر دیا تھا اور دوسرا آدھا ملّی ضروریات کے لئے الگ کر دیا تھا،،

فتح الباری ص۱۷۱ ج۶،

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور نے خیبر میں سب سے پہلے ناعم کا قلعہ فتح کیا تھا اور سب کے اخیر میں وطیح اور سلالم کے قلعے فتح کئے گئے تھے اور حضور نے خیبر کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے، شق اور نطاۃ ایک ٹکڑا تھا اور اس کے ۱۸ حصہ تھے اور ہر ایک حصہ میں سو سہام تھے اور ہر سو سہام کا ایک رأس تھا اور یہ ٹکڑا غانمین کو دیا گیا تھا اور اس میں عاصم بن عدی ایک رأس تھے اور اس کے رأس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ تھا اور غانمین کے سوا بھی حضور نے خیبر سے دوسرے حضرات صحابہ کو کچھ دیا ہے،، سیرۃ ابن ہشام، ابوداؤد، ترمذی،

تقسیم خیبر کی تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ غانمین اس کے مالک نہیں تھے ورنہ ان کا ملک تمام خیبر پر قائم ہونا چاہیئے تھا اور خیبر کا آدھا حضور ان سے الگ نہ کرتے اور خیبر کے پورے آدھے پر حضور کا ملک آخر کیونکر قائم کیا جا سکتا ہے، بلکہ یہ حضور کا حاکمانہ اختیار تھا اور جس طرح آپ نے چاہا تھا اس طرح آپ نے خیبر میں حاکمانہ تصرف کیا ہے اور حضور کے اس حاکمانہ شان کے انتظامی اختیارات کو صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے اپنی شان نیابت اور حاکمانہ حیثیت میں خیبر کی زمین پر حضور کے دستور کو قائم رکھا تھا اور ذرا بھی کوئی مالک ہوتا ہے؟ کہ اس کو اپنے ملک کا قبضہ اور

اپنے املاک پر تصرف کرنے نہیں دیا جاتا، بلکہ
حکومت کے دستور میں اسکے لئے ایک
الگ انتظامیہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، کیا خیبر
کی زمین کورٹ آف وارڈز تو نہیں تھی کہ صدیق
اکبر اور فاروق اعظم کے انتظام میں دی گئی تھی
اور اس کے مالک اس میں تصرف و اختیار کا
حق نہیں رکھتے تھے، خیبر کی زمین میں ارباب
سہام نے کبھی مالکانہ تصرف نہیں کیا ہے بلکہ
وہ ہمیشہ حکومت کے زیر انتظام و تصرف رہی
ہے اور حضرت عباس اور حضرت علی نے اپنے سہام
کا مطالبہ کیا ہے مگر ان کو حضرت عمر نے یہی
جواب دیا ہے کہ حضور کا تصرف اس میں رہا
صدیق اکبر کا بھی اس پر تصرف رہا، اور اب
دو سال سے وہ میرے تصرف میں ہے اور
ہمیشہ حکومت کے زیر تصرف رہیگی، اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ خیبر کا رقبہ تقسیم نہیں کیا
گیا تھا بلکہ خیبر کی پیداوار حصہ وارانہ تقسیم
کی گئی تھی جیسے کہ ابن قیم نے لکھا ہے، اور
ابن عمر فرماتے ہیں کہ خیبر کی کھجوریں حصوں
کے مطابق تقسیم کی جاتی تھیں، ابوداؤد صـ۹۶ جـ۲
کیا ایسے واقعات کے ہوتے ہوئے گمان کیا
جا سکتا ہے کہ خیبر کی زمین ارباب سہام کے
ملک میں دیدی گئی تھی،،

خیبر میں یہود کی حیثیت،

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضور نے وطیح اور
سلالم کے قلعوں میں یہود کو محصور کر دیا تھا
اور یہود کو جب کوئی چارہ نظر نہ آیا تو حضور
سے کہنے لگے کہ ہمیں امن دیا جائے اور ہم
یہاں سے چلے جائیں گے، حضور نے
ان کا کہا مان لیا اور وہ قلعوں سے باہر
آگئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ہماری زمینوں
کی نصف پیداوار پر فیصلہ کر لیجئے اور ہم یہاں
رہینگے اور ہم زمینوں کا کام خوب جانتے ہیں
حضور نے یہود سے نصف پیداوار پر صلح
کر لی اور فرمایا کہ جب ہم چاہینگے تمہیں یہاں
سے نکال دینگے،، سیرۃ ابن ہشام صـ۳۸۹ جـ۳
ابوداؤد صـ۸۸ زاد المعاد صـ۱۳۶ جـ۲،
اور ابن قیم نے اس صلح کی تفصیل کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ اس صلح میں یہ شرط
نہیں تھی کہ زمین یہود کے لئے رہیگی اور
نیز اس میں یہ بھی شرط نہ تھی کہ خیبر کی
زمین کے مالک مسلمان ہو گئے
زاد المعاد صـ۳۷ جـ۲،، پھر ابن قیم لکھتے ہیں
کہ خیبر کے یہود اہل ذمہ تھے ان کو امان
دیا گیا تھا اور جزیہ اس وقت مشروع
نہیں تھا اس لئے ان پر جزیہ نہیں رکھا
گیا، خیبر کے یہود بغیر جزیہ کے اہل ذمہ تھے
زاد المعاد ابن قیم صـ۱۴۱ جـ۲)
ابن قیم کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
یہود سے لڑے اور ان سے مصالحت کی
کہ جب تک حضور چاہیں گے وہ خیبر میں
رہینگے اور زمینوں کی پیداوار کا آدھا حصہ
حضور کو ادا کرینگے اور اس کے علاوہ ان
سے کچھ مطالبہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ جزیہ کا
حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا اور حضور ان
سے صلح کا عقد کر رہے تھے اور جزیہ کے
حکم آنے کے بعد حضور نے ان پر جزیہ مقرر
نہیں فرمایا تھا اسلئے کہ ان سے اس سے پہلے
عقد کیا گیا تھا۔
اور حضرت عمر نے جب انکو خیبر سے نکالا تو
وہ عقد سابق باقی نہیں رہا تھا اس لئے
حضرت عمر نے ان پر جزیہ مقرر فرمایا،
(زاد المعاد صـ۹ جـ۲)
یہود کی حیثیت خیبر میں یہ تھی کہ وہ حضور کے
اہل ذمہ تھے اور ان سے صلح کا عقد کیا گیا
تھا اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ حضور کو
پیداوار کا نصف ادا کرینگے اور یہود نے ازخود
اس کو پیش کیا تھا اور وہ برابر حضرت عمر کی
خلافت کے دنوں تک اس پر قائم رہے اور
حکومت کو اپنی پیداوار پیش کرتے رہے ہیں
اور ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ خیبر کے یہود سے انکی
زمینوں کی نصف پیداوار پر معاملہ کرنا جزیہ
کا سا معاملہ ثابت ہوتا ہے اور ان کی زمینوں
کا خراج ان کے رؤس کے خراج کو شامل اور
متضمن رہا ہے اسلئے جزیہ کی مشروعیت کے
بعد بھی حضور نے ان سے الگ اور مستقل جزیہ
نہیں لیا ہے اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے
بھی ان سے جزیہ کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور
جب فاروق اعظم نے خیبر کے یہود کو اریحا اور
تیما میں بسایا تو خیبر کی زمینوں کی پیداوار جو حکومت
کو دینے کے لئے ان کے پاس نہیں رہی اس
لئے حضرت عمر نے ان پر جزیہ رکھا اور ابوبکر
رازی کی یہ بات بہت ہی لطیف اور قرین
قیاس ہے اسلئے کہ قرآن شریف کی آیت جزیہ
سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب جب جزیہ کا
عہد و پیمان کر لیں تو ان کے قتال سے اس وقت
رک جانا چاہئے جیسا کہ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ
حَتّٰى يَطْهُرْنَ میں طہر کے وجود تک اباحت
قرب منع ہے اور طہر کے وجود کے بعد اباحت
قرب قائم ہے اسی طرح عقد ذمہ کے بعد قرآن
شریف نے اہل کتاب سے لڑنے کو منع فرمایا
ہے اور ان کے اس عقد ذمہ کا یہ معاوضہ

دکھا ہے کہ وہ حکومت کو جزیہ ادا کریں گے
امام ابوحنیفہ نے اس کی تفصیل یہ کی ہے کہ جب
اہل کتاب نے مسلمانوں کے ملک میں اسلام
کے حکم پر اور مسلمانوں کی ذمہ داری میں رہنا
پسند کرلیا ہے تو ان کو لازم ہے کہ وہ مسلمانوں
کو معاوضہ ادا کریں، اور اسکا مطلب یہ ہوتا
ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کی ذمہ داری اور
دارالاسلام میں کفر پر قائم رہنے کی یہ عقوبت
ہے اور ان سے جزیہ لیکر اسلام نے ان کو توبہ
کرنے اور ایمان لانے کا موقع دیا ہے اور
قرآن شریف نے ان کو دعوت دی ہے کہ
وہ مسلمانوں میں رہ کر مسلمانوں کا تقویٰ
اخلاص، طہارت، اور ان کے احسان و
اخوۃ باہمی کو دیکھ سکتے ہیں اور اسلام کے
محاسن و معارف کو دریافت کر سکتے ہیں
اور اس سے وہ اسلام کے قریب آسکتے ہیں
ٹھیک اسی طرح خیبر میں خیبر کے یہود کی
حیثیت تھی وہ اہل ذمہ تھے اور حضور کی
حکومت کی ذمہ داری کا معاوضہ یہود پر
لازم تھا اور ذمہ داری کے معاوضہ کی حقیقت
جزیہ ہے خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا جنس
کی شکل میں ہو، ورنہ قرآن شریف کے جزیہ
لینے کے حکم کے بعد ضروری تھا کہ حضور ان
سے مستقل جزیہ کا مطالبہ کرتے اور ان سے
جزیہ لیا جاتا،

یہود سے وصولی کا انتظام!

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود
کے ساتھ نصف پیداوار پر فیصلہ کیا گیا تھا اور
ان سے جب وصولی کا وقت آتا تھا تو حضور
علیہ السلام عبداللہ بن رواحہ کو یہود سے
پیداوار وصول کرنے کے لئے خیبر بھیجا کرتے
تھے، (ابوداؤد صفحہ ۱۲۸ ج ۲)
اور ابن ہشام نے لکھا ہے کہ موتہ کی لڑائی
میں جب عبداللہ بن رواحہ شہید ہوگئے
تو جبار بن صخر اس کام پر مامور کئے گئے،
ابن ہشام صفحہ ۱۹۰ ج ۲، اور امام ابویوسف
نے کتاب الخراج صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے کہ
عبداللہ بن رواحہ کو حضور نے مقرر فرمایا تھا
اور اسی طرح حافظ ابن قیم نے زاد المعاد
میں لکھا ہے کہ حضور کی سرکاری نگرانی اور
حاکمانہ انتظام میں خیبر کی پیداوار وصول کی جاتی
تھی اور اسی طرح صدیق اکبر اور فاروق اعظم
کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے، کیا حضور کی ذمہ
داری یہ بھی تھی کہ مسلمان زمینداروں کی بٹائی
کو ناظر اور مختار کی حیثیت میں وصول کرتے
اور استغفر اللہ یہ بھی حضور کا وظیفہ تھا کہ
مسلمانوں کے املاک کی نگرانی کرتے رہیں،
کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سرکاری
انتظام میں خیبر کی پیداوار کی نگرانی اور وصول
کا اہتمام اس لئے تھا کہ حضور کے امیرانہ وظائف
میں یہ بھی شامل ہے کہ حاکمانہ حیثیت کے حقوق
کی نگرانی اور حکومت کے حقوق کی وصولی کا
انتظام بھی فرمائینگے خیبر کی پیداوار حکومت
کی سرکاری مالگذاری تھی اسلئے وہ حکومت
کے انتظام میں وصول کی جاتی تھی اور وہ
بیت المال کی دولت تھی اسلئے حضور نے
اس کے وصول کرنے کا اہتمام فرمایا تھا
شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ
فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے خیبر کے یہود پر ان کے نخلستانوں اور
زرعی زمینوں کی نصف پیداوار کے مقرر
کرنے میں احسان فرمایا اور یہ خیبر پر خراج
مقاسمہ یعنی جنسی لگان ہے، اور امام کو حق
ہے کہ ایسی زمینوں پر اگر چاہے نقدی لگان مقرر
کرے یا خراج مقاسمہ یعنی پیداوار کا کچھ حصہ
لگادے (مبسوط صفحہ ۳۷ ج ۲۳)
اور علاء الدین بن ابی بکر کاسانی کہتے ہیں خراج
مقاسمہ یعنی جنسی ٹیکس یہ ہے کہ امام مفتوحہ زمین
کو بدستور ان کے مالکوں پر احسان کرتے ہوئے
ان کے پاس رہنے دے اور ان کی زمینوں
پر خراج مقاسمہ یعنی جنسی لگان مقرر فرمائے جیسا کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کی زمین میں
خیبر کے یہودیوں پر مقرر فرمایا تھا،
(بدائع صنائع صفحہ ۶۳ ج ۲)
اسی طرح ہدایہ اخیرین میں کتاب المزارعت
میں لکھا ہے کہ خیبر میں نصف پیداوار کا معاملہ
خراج مقاسمہ کا معاملہ ہے یعنی حکومت کی
جنسی مالگذاری ہے، حکومت سرکاری مال
گذاری خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا جنس
کی شکل میں امیروں سے لیکر غریبوں میں تقسیم
کرنے اور مسلمانوں کے اجتماعی مفاد میں صرف
کرنے کے لئے وصول کرتی ہے اور زمینداروں
کی آمدنی ان کے عیش و آرام اور شخصی تزک
و احتشام میں خرچ کرنے کیلئے کاشتکاروں
سے وصول کی جاتی ہے، خراج مقاسمہ کو
(بناکر زمینداروں کو ان کی زمینوں کی
پیداوار میں ان کے کاشتکاروں سے نصف
وغیرہ کا حق دلانا کہاں کا منصفانہ ضابطہ ہے
شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ حکومت کے
خراج مقاسمہ پر مسلمانوں کے باہمی معاملات
کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے [illegible]
کاشتکاروں کو زمین کا مالک اپنی زمین دیکر

وقفِ لازِمْ

مولانا قاری محمد تقی الاسلام
صاحب، ریاض، سعودی عرب

کی نحوی و معنوی تشریح

سورۃ المائدہ

اس سورۃ میں وقف لازم چھ جگہ ہے۔،، ع۱، اَنْ تَعْتَدُوْا م ع۱،
یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہو جاتا ہے کہ جملہ وَتَعَاوَنُوْا جو اس کے بعد ہے اس کے شروع والا واؤ عاطفہ ہے اور یہ جملہ، اَنْ تَعْتَدُوْا پر معطوف ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ اے مسلمانو! مشرکین کی قوم اور جماعت کی یہ دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا ہے یہ عداوت تمہیں ظلم کرنے پر اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں مدد کرنے پر آمادہ نہ کر دے، حالانکہ مقصد صرف ظلم سے روکنا ہے نہ کہ نیکی اور تقویٰ پر مدد کرنے سے بھی، اور ان تعتدوا، پر وقف کرنے سے وتعاونوا کے واؤ کا استینافیہ اور اس جملہ کا مستانفہ ہونا اور پہلے جملہ سے جدا ہونا خوب واضح ہو جاتا ہے اور معنی یہ ہوتے ہیں کہ تمہیں جو مشرکین سے عداوت ہے اور جس کی وجہ ان کا یہ ظلم ہے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا ہے تو یہ عداوت تمہیں ظلم کرنے پر آمادہ نہ کر دے، اور نیک کاموں میں اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

ع۲، آدَمَ بِالْحَقِّ م ع۵ یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہو جاتا ہے کہ اِذْ قَرَّبَا میں جو اِذْ ہے وہ اس سے قبل وَاتْلُ کا ظرف اور مفعول فیہ ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں کہ اور آپ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا سچا قصہ اس وقت سنا دیجیے جب انہوں نے اپنے حق پر ہونے کو واضح کرنے کے لئے ایک قربانی پیش کی تھی، حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان دونوں کی قربانی پیش کرنے کا وقت موجود نہیں ہے پھر آپ یہ قصہ اس وقت کیونکر سنا سکتے ہیں اور بِالْحَقِّ پر وقف کرنے سے جملہ اذ قربا کا مستانفہ ہونا اور اذ کا مقدر کے لئے ظرف ہونا واضح ہو جاتا ہے اور معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا سچا قصہ سنا دیجیے اور یہ قصہ اس وقت ہوا تھا جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تھی،

ع۳، وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ م ع۸ یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہو جاتا ہے کہ جملہ بعضہم جو اس کے بعد ہے وہ اولیآء کی صفت ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو ایسے دوست نہ بناؤ جو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں یعنی جن یہود و نصاریٰ کی آپس میں محبت ہے ان کو تو دوست نہ بناؤ اور جن میں علاوت ہو ان سے دوستی پیدا کر لینے میں ممانعت نہیں اور اَوْلِیَآءَ پر وقف کرنے سے بعد کے جملہ کا مستانفہ ہونا واضح ہو جاتا ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں کہ اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، تمہاری دوستی کی لیاقت ان میں نہیں ہے،،

ع۴، وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا م ع۹،، یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہو جاتا ہے کہ جملہ بَلْ یَدٰہُ م جو اس کے بعد ہے وہ بھی یہود کا مقولہ ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ یہود ان کے اس کہنے کی وجہ سے لعنت کی گئی ہے کہ اللہ پاک کے مبارک ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں حالانکہ یہ قول لعنت کا سبب نہیں ہے بلکہ ایسا کہنے سے تو خاص مومن ہو جاتے ہیں اور قَالُوْا پر وقف کرنے سے جملہ بَلْ یَدٰہُ، کا مستانفہ اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہونا اور یہود کا قول نہ ہونا واضح ہو جاتا ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ یہود نے جو ید اللہ مغلولۃ والے جملہ میں یہ بات کہی ہے کہ اللہ پاک کا ہاتھ بند ہے اور وہ خرچ کرنے سے مجبور ہیں اس بے ادبی کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے، پھر بَلْ یَدٰہُ میں حق تعالیٰ شانہ اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بند نہیں ہیں بلکہ ان کے ہاتھ تو خوب کھلے ہوئے ہیں اس لئے جس طرح چاہتے ہیں خوب خرچ

کرتے ہیں،

عہ" اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ م غ

یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہوجاتا ہے کہ جملہ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ جو اس کے بعد ہے اس کا واؤ عاطفہ ہے اور یہ جملہ نصاریٰ کے مقولہ پر معطوف ہو کر ان کے قول میں داخل ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہوجاتے ہیں کہ بلاشبہ وہ نصاریٰ کافر ہوگئے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں کے مجموعہ میں سے ایک ہے اور سچا معبود کوئی بھی نہیں ہے صرف ایک ہے حالانکہ یہ عین توحید ہے اور کفر کی بات نہیں ہے اور ثلٰثۃ پر وقف کرنے سے وما من الٰہ کے واو کا استینافیہ اور اس جملہ کا مستانفہ ہونا اور نصاریٰ کے مقولہ میں شامل نہ ہونا بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ان کے رد کے لئے ہونا واضح ہوجاتا ہے اور معنی یہ ہوجاتے ہیں کہ وہ نصاریٰ کافر ہوگئے جنہوں نے اللہ کو تین خداؤں میں کا ایک بتایا اور یہ کہا کہ کل خدا تین ہیں جن میں سے ایک اللہ پاک بھی ہیں، پھر اللہ پاک نے ان کے رد کیلئے فرمایا وَمَا مِنْ اِلٰہٍ" سچا معبود تو اللہ کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے صرف ایک ہی معبود ہے اور وہ خود اللہ پاک ہے"

عہ" وَعَلٰی وَالِدَتِكَ م غ" یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہوجاتا ہے کہ جملہ اِذْ اَیَّدْتُّكَ، میں جو اذ ہے وہ اس اذکر کا ظرف اور مفعول فیہ ہے جو اذکر نعمتی میں آرہا ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ، تم میرے اس انعام کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہے اس وقت یاد کرو جب میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی تھی، حالانکہ مقصد یہ ہے کہ میرے انعام کو ہر وقت یاد رکھو،

اور والدتک م پر وقف کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اذ ایدتک میں جو اذ ہے وہ اذکر مقدر کا ظرف ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تم میرے اس انعام کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے یاد رکھو یہ انعام اس وقت ہوا تھا جب میں نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ تمہاری مدد کی تھی،"

بقیہ داعی اعظم ...

کیا، نہ کھانے پینے میں نہ وضع قطع میں نہ رہن سہن میں نہ نشست و برخاست میں"

افسوس تو یہ ہے کہ جس امانت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سپرد کر گئے تھے ہم نے اس سے منہ موڑ لیا ہے جس کی وجہ سے آج ہم قعر مذلت میں گرے پڑے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں آپکی اتباع نصیب فرماوے، (آمین ثم آمین)

بقیہ زمینداری ...

اسی طرح پیداوار کا کچھ حصہ وصول کرے جس طرح کہ خیبر کے کاشتکاروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصول کیا تھا یعنی حضور کے خراج مقاسمہ سے یہ استدلال کرنا کہ زمینداروں کے لئے ایسا معاملہ جائز ہے یہ ہرگز صحیح نہیں ہے (مبسوط ص۲۳ ج۲۳)

بندہ آمد از برائے بندگی
بندگی بے بندگی شرمندگی

اظہار تعزیت

میرے ایک محترم کرمفرما جناب محمد عبداللطیف صاحب (حیدرآباد دکن) لطیف اسکوائر فیڈرل بی ایریا کراچی گذشتہ دنوں سعودی عرب میں اچانک انتقال کر گئے"

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے فرائض دینی سے شغف، یتیم بچوں کی کفالت اور سرپرستی، کاروباری معاملات میں شرافت و دیانت کے ساتھ علمی ذوق اور علم کی تشہیر و اشاعت کا بے پناہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا،

ان کی خبر وفات سنکر اعصاب پر بجلی سی گری، دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آگیا، بوڑھی والدہ، معذور اہلیہ، یتیم بچے اور چھوٹے بھائی سبھی ہمدردی اور تعزیت کے مستحق ہیں،

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے

غمزدہ، علوی، مدیر خدام الدین، لاہور

ناسپاس

صبح و شام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے متمتع ہونا اور اس کے احکامات بجا نہ لانا۔ اس سے بڑھ کر بدبختی اور ناسپاسی کیا ہوگی؟

(ع)

امام بخاریؒ، بابر اور احمد دانش کے دیس میں

جناب ضیاء الحسن صاحب فاروقی

روس میں جو معاشی نظام ہے اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کی معاشی حالت بہت اچھی ہے اور معیار زندگی بھی بہت بلند ہو گیا ہے، ازبکستان، تاجکستان، اور آزربائیجان جن تین جمہوریتوں میں مجھے جانے کا موقعہ ملا ہے، صنعتی اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہیں، زرعی صنعتوں کی ترقی کے سبب زرعی پیداوار بڑھی ہے، باغات، فارموں، شہروں قصبوں، اور گاؤں میں پانی کی افراط ہے ان تمام باتوں کا مجموعی اثر یہ ہے کہ وسط ایشیاء کا علاقہ ایک حسین چمنستان بن گیا ہے، سوویٹ یونین کے مسلمانوں کی معاشی زندگی کے جو مناظر سامنے آئے اور تعلیم، صحت، صفائی سے متعلق جن حالات کا علم ہوا، ان کے پیش نظر مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر اس علاقے میں زار شاہی باقی رہتی تو وہاں کے عام مسلمانوں کی معاشی حالت ویسی ہوتی جیسی آج ہندوستان، پاکستان افغانستان، اور ایران وغیرہ میں ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔

میرا خیال ہے کہ لینن کا یہ نظریہ جو سوویٹ یونین کے دستور اساسی کا جزو بنا، کہ روس میں جو تہذیبی ولسانی قومیتیں ہیں انہیں اندرونی طور پر خود مختار ہونا چاہئے بڑے دور رس نتائج کا حامل ثابت ہوا ہے، پھر ازبک ہوں یا تاجیک تاتار ہوں یا داغستانی، سبھی کو اپنی تہذیبی خصوصیت باقی رکھنے کا احساس رہا، اس سلسلے میں زبانوں کی توسیع وترقی نے نمایاں رول ادا کیا ہے، نتیجہ میں سوویٹ یونین کے مسلمانوں کا تہذیبی ولسانی رشتہ رسم الخط کی تبدیلی کے باوجود اپنے ماضی سے کسی بھی وقت منقطع نہیں ہوا، اور ان کے اس ماضی میں مذہب اسلام کو ایک محوری حیثیت حاصل رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ سوویٹ نظام کی پابندیوں اور سختیوں کے باوجود وہاں کے عام مسلمانوں کی زندگی میں اسلامی تہذیب کے عناصر کسی نہ کسی روپ میں باقی رہے اور جب فضا قدرے سازگار ہوئی اور سوویٹ یونین کے دستور کے مطابق سوویٹ شہریوں کو مذہبی عبادات ورسوم کی بجا آوری اور ضمیر کی آزادی بنیادی حق کے طور پر مل گئی ہے تو وہاں مسلمانوں میں ایک طرح کی مذہبی نشاۃ ثانیہ کے آثار نظر آنے لگے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کے تجربے نے یہ راہ دکھائی ہے کہ سوشلزم اور مذہب میں بقائے باہم ممکن ہے۔“

ہمارے قافلے میں ایک ایرانی بھی تھے ڈاکٹر محمد تقی بانکی، ایران کے ”اسلامی انقلاب“ اور آیت اللہ خمینی کے بڑے پرجوش نقیب میں نے ان سے کہا کہ آپ سوویٹ یونین کے معاشی نظام کا اس نقطۂ نظر سے مطالعہ کیجئے، کہ کیا اسلام میں ایسے نظام کی کوئی گنجائش نہیں، اگر ایران میں اسلام کے ساتھ اسی نوع کا کوئی معاشی نظام قائم ہو جائے تو ایران دنیائے اسلام کی قیادت کر سکتا ہے، دنیا کی بڑی طاقت بن سکتا ہے اور یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اسلام سے متعلق اس کے مخالفین کا یہ الزام غلط اور بے بنیاد ہے کہ اس میں عصر حاضر کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں تو بڑا اجتہاد کرنا ہوگا میں نے عرض کیا کہ ایران میں تو مجتہدین کی کمی نہیں ہے“

گذشتہ برسوں میں ازبکستان نے اقتصادی طور پر بہت ترقی کی ہے اس کا اندازہ اس نمائش کو دیکھنے سے ہوا جو تاشقند میں لگی ہوئی ہے ازبکستان یا دوسری وسط ایشیائی جمہوریتوں کی ترقی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے سوویٹ یونین کے دوسرے علاقوں میں جہاں صنعتی ترقی کی رفتار پہلے ہی سے تیز تھی جا کر کام کرنے کے لئے بہت زیادہ جوش وخروش کا مظاہرہ نہیں کیا، زیادہ تر لوگ اپنے ہی تہذیبی ماحول اور اپنے ہی علاقے سے وابستہ رہے، اس سے دو فائدے ہوئے ایک تو یہ کہ ان علاقوں سے کبھی بڑے پیمانے پر انتقال آبادی نہیں ہوا، دوسرا یہ کہ

ان علاقوں میں بھی چھوٹی بڑی صنعتیں قائم ہوگئیں جن میں باہر سے مزدور یا ماہرین کو لانے کی ایسی کوئی خاص بڑی ضرورت پیش نہیں آئی نمائش میں میری گائڈ ایک لڑکی تھی جس کا نام ناز تھا، انگریزی بہت اچھی بولتی تھی اور خوش طبع تھی، اس نے تفصیل سے ایک ایک بات سمجھائی، اپنی جمہوریت اور صنعتی ترقی کا حال بتاتے ہوئے وہ کبھی جوش میں آجاتی اور چہرے سے مسرت جھلک پڑتی، یہاں یہ بات بتادوں کہ ناز ایک جدید تعلیم یافتہ لڑکی ہے، ازبک، روسی، انگریزی جانتی ہے لیکن جتنی دیر بھی وہ میرے ساتھ رہی میں نے دیکھا کہ کوئی انداز ایسا نہیں تھا جیسا کہ عام طور پر ہمارے یہاں جدید طرز کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کا ہوتا ہے، انکسار، نسائیت کا اور حیا کا وہ ایک پیکر ہے، نمائش کے آخری اسٹال میں سبز چاے پینے کو ملی، اس نے کہا کہ ہم یہاں مہمانوں کو چاے ضرور دیتے ہیں تاکہ نمائش دیکھنے سے جو تھکن ہو جاتی ہے، وہ قدرے دور ہو جائے، میں نے اس سے کہا کہ ناز صاحبہ، ایک بات پوچھوں، اگر آپ برا نہ مانیں، جواب ملا ضرور پوچھئے، میں نے کہا کہ آپ کے یہاں جب لڑکیوں کی شادی ہو جاتی ہے تو وہ اپنے شوہروں کے ساتھ ساس اور نندوں سے الگ ہو کر، کسی دوسرے مکان میں رہنے لگتی ہونگی، جواب تھا کہ بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہوگا لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہے ہمارے یہاں خاندانی بندھن بہت مضبوط ہوتے ہیں، ہمارے یہاں شادی کے بعد لڑکیاں کم از کم پانچ چھ سال تو اپنے شوہر کے والدین کے ساتھ ضرور رہتی ہیں، دیکھئے میری شادی کو دو تین سال ہو چکے ہیں اور میں اپنے ساس سسر کے ساتھ رہتی ہوں ہم لوگ اپنے بزرگوں کا بڑا احترام کرتے ہیں اور ہماری معاشرت میں آج بھی بزرگوں کے جذبات کی بڑی پاسداری ہے مسز ناز کی اس بات کی تصدیق دوسرے لوگوں اور اپنے دوسرے تجربوں سے بھی ثابت ہوئی،

۵ رجولائی کی صبح کو ناشتہ کے بعد ہم لوگ تاشقند میں واقع زرعی مشینوں کا ایک کارخانہ دیکھنے گئے، یہ کارخانہ بہت بڑا ہے اور اس میں ٹریکٹر اور کپاس چننے کی بڑی مشینیں تیار ہوتی ہیں، ازبکستان، تاجیکستان دونوں جمہوریتوں میں کپاس کی کاشت بہت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے، کپاس کی کاشت میں پہلے مرحلے سے لیکر آخری مرحلے تک تقریباً سبھی کام مشینوں سے ہوتا ہے اور لاکھوں ٹن کپاس پیدا کی جاتی ہے کارخانے سے لوٹے تو قافلہ غلبہ (غلاب کے علاقے) کی طرف روانہ ہوا، تاشقند سے کوئی ستر، اسی کلومیٹر دور ایک قصبہ میں ہمیں ایک زیر تعمیر مسجد کی زیارت کرنی تھی، وادی غلبہ ایک بڑی خوبصورت وادی ہے، کشت زاروں اور باغات کی یہ وادی واقعی ایک جنت ارضی ہے ہم قصبہ میں پہنچے تو ایک بڑے باغ میں اترے جس میں روشوں کے دونوں طرف ٹھنڈے پانی کی نہریں جاری تھیں جن میں ہیں معدنی پانی کی بوتلیں دبی نظر آئیں، پانی کی بوتلوں کو ٹھنڈا کرنے کا یہ طریقہ یہاں گاؤں اور اجتماعی فارموں میں عام ہے یہاں ہمارے استقبال کی پوری تیاری تھی، اس باغ میں ایک طرف ایک مسجد تیار ہو رہی ہے جس میں معمار اور مزدور لگے ہوئے تھے، چھت ڈالنے کی تیاری تھی وہیں اوپر سے مزدوروں نے ہمیں سلام کیا اور دعا کی درخواست کی، ہمیں بتایا گیا کہ یہ باغ اسی مسجد سے متعلق ہے اور یہ اتنا بڑا ہے کہ اسمیں مختلف النوع پھلوں کے ہزاروں درخت ہیں، یہاں ہمیں نہایت عمدہ تربوز اور خربوزے کھانے کو ملے اور آڑو اتنے شیریں کہ کیا کہئے، ہماری کرسیاں بڑے بڑے اور گھنے درختوں کے سائے میں لگی تھیں اور ہوا خنک اور خوشگوار تھی، قریب ہی پانی کی نالیاں تھیں جن میں قلقل کی آواز کے ساتھ پانی تیزی سے بہہ رہا تھا، ہمارے چاروں طرف قصبہ کے لوگ بوڑھے بچے، اور جوان گھیرے کھڑے تھے، تواضع وانکسار کے پیکر، میں نے دل میں سوچا کہ یہی وہ شیبانی خاں اور ازبک سواروں کی وہ قوم ہے جو ہمیشہ سے مصاف زندگی میں سیرت فولاد رکھتی رہی ہے اور شبستان محبت میں حریر و پرنیاں بن کر رہی ہے اسی کے آباؤ اجداد تھے جن کے مقابلہ میں کبھی بابر نے صف آرائی کی تھی اور آخر تنگ آکر کابل میں اپنی حکومت قائم کی تھی، اپنے قومی لباس میں یہ لوگ مجھے شیبانی خاں کے لشکر کے سپاہی ہی نظر آتے تھے، مگر اس وقت تہذیب و شائستگی کے بہترین نمونے، "اللہ تیرے ایام کس طرح قوموں میں بدل بدل کر وجود میں آتے رہتے ہیں، یہاں مفتی

ضیاء الدین بابا خان نے ایک بڑی اثر انگیز تقریر کی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس بستی کے لوگوں نے کس طرح دل کھول کر عطیات دیئے ہیں اور کس ذوق و شوق سے اس کام میں شریک ہیں یہ ان کے ایمان اور اسلام سے گہرے تعلق کا اظہار ہے مسلمانوں کی زندگی میں مسجد کی جو اہمیت ہے مفتی صاحب نے اس پر روشنی ڈالی میں نے دیکھا کہ کئی بوڑھے ازبک ایسے تھے جن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کیا عجب کہ ان آنسوؤں میں وہ سوز بھی ہو جو ایک مرد مومن کے قلب میں اللہ کے ذکر سے پیدا ہوتا ہے اور وہ مسرت بھی جو خاص حالات میں اسلامی زندگی کے روشن امکانات سے ظاہر ہو کر رہتی ہے،،

اس باغ سے نکلے تو ایک اور آبادی میں پہنچے جو وہاں اجتماعی فارم کے دوسرے سرے پر ہے۔ وہاں بھی ایک مسجد دیکھی جو ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے وہیں ظہر کی نماز ادا ہوئی، پھر قافلہ اس منزل کی طرف روانہ ہوا جہاں لنچ کا انتظام تھا کئی میل تک اس سڑک پر ہماری کاریں دوڑتی رہیں جن کے دونوں طرف اجتماعی فارم کے دور دور تک پھیلے کھیتوں ہیں، کہیں کہیں کپاس کے پودے، کہیں انگور کی بیلیں پھیلی ہوئی تھیں پھر ہم نے ایک چوڑی نہر عبور کی، تھوڑی دور اس نہر کے کنارے سڑک پر چلنے کے بعد ہم لوگ اپنی کاروں سے اترے، نہر میں ہم نے بچوں کو تیرتے اور نہاتے دیکھا اور دور کچھ عورتیں بھی نظر پڑیں جن میں دو ایک کپڑے دھو رہی تھیں اور دو ایک پانی میں تھیں، غالباً وہ بھی نہا رہی تھیں، کاروں سے اتر کر تھوڑی دور ہم پیدل چلے اور ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں اس چوڑی نہر کو روک کر اس کے دھارے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا، گویا اب دو نہریں بن گئیں، ایک طرف کی نہر زیادہ گہری تھی اور اس میں پانی اونچائی سے شور مچاتا ہوا گرتا تھا اور تیزی سے بہہ رہا تھا دوسری طرف کی نہر میں پانی کی روانی تیز نہ تھی،

ایک طرف گیٹ سے گزر کر ہم سب ایک ایسے مقام پر پہنچے جس کے دونوں طرف کوئی سو گز کے فاصلے پر یہ دونوں نہریں بہہ رہی تھیں وہاں ذرا فاصلے سے ایک عمارت بھی تھی، معلوم ہوا کہ یہ تفریحی مقام ہے اور یہاں لوگ اپنی چھٹیاں گذارنے آتے ہیں، کھانے کی میزیں باہر سایہ دار درختوں کے نیچے لگائی گئی تھیں، یہاں ہم نے کوئی دو تین گھنٹے قیام کیا بہترین قسم کے تکے کباب اور دہی بھلے کھانے کو ملے اور نہایت عمدہ آئس کریم، انواع و اقسام کے پھل، اس پر مستزاد یہ کہ میری کرسی مفتی ضیاء الدین بابا خان کے ساتھ ہی تھی، میں نے ان سے اس پر فضا اور جنت نما مقام کی تعریف کی اور کہا اس وقت مجھے اپنے شاعر اقبال کی یاد آ رہی ہے کہنے لگے وہ کیا، میں نے کہا کہ اقبال نے ایک نظم خضر راہ لکھی ہے جس میں انہوں نے حضرت خضرؑ سے اپنی ملاقات اور گفتگو کا ذکر کیا ہے اور ایشیاء کی نکبت اور زبوں حالی اور امت مسلمہ کے انحطاط، پریشانی اور پراگندگی کا نوحہ کیا ہے خضر اپنے جواب کے ابتدائیہ کلمات میں اپنی صحراء نوردی کی مصلحت و افادیت کا نقشہ صحرا کے ایک دلآویز منظر کے ساتھ پیش کرتے ہیں اس سلسلے کے دو شعر آپ کو سناتا ہوں،،

،،وہ سکوت شام صحرا میں غروب آفتاب،،
،،جس سے روشن تر ہوئی چشم جہاں بین خلیل،،
،،اور وہ پانی کے چشمے پر مقام کارواں،،
،،اہل ایماں جس طرح جنت میں گرد سلسبیل،،

ان اشعار کا فارسی میں میں نے ترجمہ کیا اور کہا کہ اس چھوٹے سے دوآبے میں جس کے دونوں طرف آب سرد کی نہریں رواں دواں ہیں ہمارے قافلے کا یہ قیام کیا اہل ایمان کے سلسبیل کے گرد جمع ہونے کی ایک تصویر ارضی نہیں ہے، اس توجیہ پر وہ پھڑک اٹھے اور پھر انہوں نے سب کو مخاطب کر کے ساری گفتگو اور ان اشعار کا ترجمہ عربی میں کیا (وہاں تقریباً سبھی لوگ عربی سمجھتے تھے) ہر طرف سے داد و تحسین کی آواز بلند ہوئی بعد میں ازبک دوست نے اپنی نوٹ بک میں یہ اشعار مجھ سے لکھوائے،،

اب تقریباً ساڑھے چار بج رہے تھے اور تاشقند واپسی کا پروگرام تھا وہاں سے آنے کو جی نہ چاہتا تھا، مگر اٹھے، اس طرح جیسے کوئی غمزدہ کسی کی محفل ناز سے اٹھتا ہے تقریباً ساڑھے پانچ بجے تاشقند اپنے ہوٹل پہنچے، عصر کی نماز پڑھی، تھکا ہارا تھا بستر پر دراز ہو گیا، مغرب کے وقت آنکھ کھلی، نماز پڑھی اور ہوٹل کے لاؤنج میں آیا، ماسکو نیوز مل گیا، اسے پڑھتا رہا، پھر مفتی صاحب کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ کے لئے دوسرے ڈیلی گیٹ بھی لاؤنج میں جمع ہونے لگے اور تھوڑی دیر بعد ہم گلستان

ریسٹوران دو منزلہ، خوبصورت اور کافی بڑا ہے سامنے پارک ہے جس میں گلاب کے تختے اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اس کا نام گلستان کیوں رکھا گیا ہے، عشائیے میں ڈشیں روایتی تھیں، لیکن پکانے والے کی فنی مہارت کی غماز تھیں کوئی دو گھنٹے وہاں لگے پھر ہم اپنے ہوٹل آگئے

۶ جولائی کو جمعہ کا دن تھا اور ہمیں صبح سویرے بذریعہ ہوائی جہاز فرغانہ کا سفر کرنا تھا، وادی فرغانہ بابر کی سرزمین ہے، بابر کی شجاعت، سخاوت، شائستگی اور خوش ذوقی میرے لئے ہمیشہ باعث کشش رہی ہے وہ ایک مہذب اور بھرپور انسان تھا اس کے صبر و استقامت بہادری اور اولوالعزمی کی داستانیں اس علاقے میں بکھری پڑی ہیں، وہ جہاں بھی گیا ایک داستان چھوڑ آیا، فرغانہ اسی بابر کا وطن اور یہ وادی اسی آہوئے ختن کی وادی ہے، میرے لئے ۶ جولائی کی رات شب انتظار تھی، اسی انتظار میں رات کٹ گئی اور صبح غالباً میں پہلا شخص تھا جو قافلہ کی روانگی کے انتظار میں سب سے پہلے ہوٹل سے باہر آکر ٹہلنے لگا۔ فرغانہ کی وادی ہی میں وہ شہر بھی ہے جسے مرغیلان یا مرغینان بھی کہتے ہیں، اسی شہر میں حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کے مصنف برہان الدین مرغینانی ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے تھے جو اپنے زمانے کے امام، فقیہ، اور محدث، مفسر، محقق، اصولی ادیب اور شاعر تھے اور علم و ادب کے ساتھ زہد و ورع میں بھی یکتائے روزگار تھے، علماء کے حلقے میں ہدایہ کو وہ مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہوا کہ صدیاں گذر گئیں دنیائے اسلام میں اس کی مقبولیت کا وہی عالم ہے، صاحب ہدایہ کا انتقال ۵۹۳ھ میں سمرقند میں ہوا، اور وہیں وہ مدفون ہیں، بابر اور علامہ مرغینانی کی ہدایہ کا نام بچپن ہی سے سنتے آئے تھے اس لئے وادی فرغانہ میں میرے لئے بڑی کشش تھی، اس کے علاوہ اسی وادی میں فاتح ترکستان قتیبہ بن مسلم کا مزار بھی ہے، جنہوں ۷۰۶ء اور ۷۱۵ء کی درمیانی مدت میں سمرقند، بخارا اور ان کے نواحی علاقوں کو فتح کیا اور ترکستان کو خلافت اسلامیہ کا ایک حصہ بنا دیا تھا، انہوں نے تو خاقان چین کو بھی للکارا تھا اور اس پر اپنی ہیبت بٹھا دی تھی، قتیبہ ہی کی ہمت اور اولوالعزمی نے اسلامی سلطنت کی سرحدیں چین سے ملا دی تھیں، فرغانہ کے ہوائی اڈے پر ہم کوئی ۹ بجے اترے اور پھر ہم لوگ کاروں سے فرغانہ اور مرغینان کی طرف روانہ ہوگئے، وادی فرغانہ بڑی حسین ہے یہاں انگور کے باغات دور دور تک پھیلے نظر آئے، پھلوں کی بہتات، پانی کی فراوانی، صحت مند اور خوبصورت مردوں، عورتوں، بچوں، کی ٹولیاں، چائے خانے صاف و شفاف شہر، شہر میں سڑکوں کے کنارے دو رویہ سایہ دار درخت، کیا کہوں کہ کیا کیفیت ہوئی جدھر نظر اٹھتی دامن دل اسی طرف کھینچتا، بابر عمر بھر وادی فرغانہ کے حسن کو فراموش نہ کرسکا کہ یہ اس کا وطن بھی تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وادی کو اور یہاں کے حسینوں کو اگر کوئی ایک بار دیکھ لے تو بار بار دیکھنے کو جی چاہے،

مرغینان اور فرغانہ درحقیقت جوڑواں شہر ہیں یہ دونوں شہر اس قدیم شاہراہ پر واقع ہیں جو تاریخ میں شاہراہ اطلس کے نام سے مشہور رہی ہے یہ شہر آج بھی اپنی اطلس کی صنعت کے لئے مشہور ہیں، مرغینان میں ہم نے ایک ریشم کا کارخانہ دیکھا، جہاں سینکڑوں عورتیں کام کرتی ہیں، معلوم ہوا کہ اس کارخانے میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے کارخانے کے جس ڈپارٹمنٹ میں ہم پہنچے ہمارا استقبال بڑی گرم جوشی سے، خندہ پیشانی اور تبسم ہائے پنہاں سے کیا گیا، یہاں وہ اطلس تیار ہوتا ہے جسے اب بھی کچھ لوگ، خان اطلس کہتے ہیں، ایک لڑکی نے بتایا کہ خان اطلس نام اس لئے پڑا کہ کسی زمانے میں یہ امراہی کے گھرانوں میں استعمال ہوتا تھا، لیکن آج اسے سب پہنتے ہیں، میں نے کہا کیوں نہیں آج تو یہاں ماشاءاللہ سبھی خان ہیں،

مرغینان میں جو مسجد ہے وہ خانقاہ مسجد کے نام سے مشہور ہے، اسی مسجد میں ہمیں جمعہ کی نماز پڑھنی تھی، اطلس کے کارخانے سے نکلے تو نماز کا وقت قریب تھا، مسجد شہر میں اندر کی طرف ہے اس کے چاروں طرف لوگوں کے پرانے طرز کے مکان ہیں، میں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف پیدل اور سواریوں سے لوگ چلے جارہے ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مضافات میں جو قریے اور آبادیاں ہیں وہاں سے لوگ جمعہ کی نماز کے لئے یہاں آتے ہیں اور پھر بعد میں شہر کے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہیں، ہم لوگ جب اس سڑک پر چلے جو مسجد کی طرف جاتی ہے تو رفتہ رفتہ ہجوم بڑھتا گیا ہجوم میں ہر عمر کے لوگ تھے سڑک کے کنارے مکانوں کے سامنے، مکانوں کی چھتوں پر ہر جگہ عورتیں بچیاں اور بچے اور

۹ فروری ۱۹۸۰ء کو برکت علی اسلامیہ ہال میں کاروانِ اہلِ سُنّت پاکستان کے جلسۂ عام میں سید امین گیلانی نے یہ نظم پیش کی۔ جلسہ کی صدارت حضرۃ مولانا عبید اللہ انور نے فرمائی۔ (ادارہ)

حق کا علم لہراتا جا ۔۔۔ اور باطل کو ٹھکراتا جا
گُرز اٹھا کر مثلِ خلیلؑ ۔۔۔ باطل کے بُت ڈھاتا جا
شیطاں کے ہر فتنے کو ۔۔۔ موت کی نیند سُلاتا جا
بے دینی کی ظلمت میں ۔۔۔ دین کی جوت جگاتا جا
کفر کے ظلمت خانہ میں ۔۔۔ نورِ خدا پھیلاتا جا
غیر اللہ کی گردن پر ۔۔۔ لا کی تیغ چلاتا جا
تو تکبیر کے نعروں سے ۔۔۔ سب کا لہو گرماتا جا
حاکم صرف ہے اک اللہ ۔۔۔ گُر کی بات بتاتا جا
امن فقط اسلام میں ہے ۔۔۔ دُنیا کو سمجھاتا جا
موت سے ڈر کر جینا کیا؟ ۔۔۔ موت سے آنکھ لڑاتا جا
خار چُبھے تو آہ نہ کر! ۔۔۔ آگے پیر بڑھاتا جا
مظلوموں کا ساتھ نہ چھوڑ ۔۔۔ ظالم سے ٹکراتا جا

جان بچے یا جائے امینؔ
تو ایمان بچاتا جا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیّت

حضرت لاہوری قدس سرہ کے فیض یافتہ اور معاون و رفیق جناب خواجہ عبد الوحید مرحوم کا وصیت نامہ پیش خدمت ہے، ایک سچے مسلمان کی دینداری اور جذبہ خوف خداوندی اسکی سطر سطر سے ظاہر ہے،
مرحوم کی زندگی پر جناب ابو سلمان شاہ جہان پوری کا مضمون آئندہ ہفتے کے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں" ——— (ادارہ)

آج میری زندگی کے اٹھتر سال پورے ہو گئے میں اس موقع پر اپنے بچوں سے کچھ باتیں نصیحت کی کہنا چاہتا ہوں، یہ میری طویل زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہے"

(۱) یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ انسانی زندگی بہت مختصر ہے اور اس مختصر زندگی کا بھی ایک تہائی حصہ ہم سونے میں گذار دیتے ہیں۔ وقت اگر سوچ سمجھ کر خرچ کیا جائے تو انسان اپنی محدود زندگی میں بہت سے کام سرانجام دے سکتا ہے، لہٰذا ہمیں دیانتداری کے ساتھ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بیکار اور فضول باتوں میں صرف نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اپنا قیمتی وقت فضول اور بیکار کاموں میں صرف نہ کرے وقت کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہوگا

۲۔ انسان کی زندگی کی کامیابی اس پر منحصر نہیں کہ اس نے کتنی دولت کمائی یا کتنی جائداد پیدا کی، بلکہ اصلی کامیابی اس میں ہے کہ اسکی زندگی سے کتنے لوگوں کو فائدہ پہنچا، اور اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی کہاں تک اطاعت کی

۳، زندگی میں اطمینان اور سکون دولت کی فراوانی سے حاصل نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی امیر ترین قوموں میں خودکشی زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ غریب اقوام کے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے رحمت کی امیدوار رہتی ہیں، اس لئے کہ اطمینان حاصل ہوتا ہے اول تعلق باللہ استوار رکھنے سے، دوم گھر کی زندگی میں امن و امان رکھنے سے، جن لوگوں کو تعلق باللہ کی استواری اور گھریلو زندگی کی خوشگواری حاصل نہ ہو وہ بے نصیب ہیں، اگرچہ ان کی ملکیت میں عالیشان محلات، بیش قیمت کاریں اور لاکھوں کروڑوں کے بینک بیلنس ہوں

(۴) انسان کو اپنے بچوں کے لئے عیش و آرام کا سرو سامان مہیا کرنے کے لئے جا و بیجا ہر طرح کے طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں، بلکہ ان کو انسان بنانے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے تاکہ وہ خود غرض بن کر آنے والی نسلوں کے سامنے بری مثال پیش نہ کریں"

۵، فہم و دانش حاصل کرنے کے لئے اچھے لوگوں کی سوسائٹی اختیار کرنی چاہیئے، محض سینما، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ناچ، گانا، گھر پریس کا مطالعہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا نہ محض کتابیں پڑھنے سے عقل و شعور کی ترقی حاصل ہوتی ہے، علم بڑھانے اور نیک عملی سیکھنے کے لئے اچھے صاحبان علم و عمل کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔ اپنے جیسے لوگوں سے آدمی زیادہ نہیں سیکھ سکتا، اپنے سے زیادہ جاننے والے اور زیادہ نیک عمل کمانے والے لوگوں ہی سے رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے"

(۶) اہل و عیال کے لئے سامان حیات مہیا کرنا انسان کا بہت بڑا فرض ہے لیکن سامان تعیش کو سرو سامان حیات نہ سمجھنا چاہئیے"

۷، ایک صاحب عقل انسان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس پر اپنے گھر کے لوگوں کے علاوہ اور لوگوں کے بھی حقوق ہیں، ان "اور" لوگوں میں ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے حاجتمند لوگ بھی شامل ہیں شریعت اسلامی میں ایک آدمی کا پیٹ بھر کر کھانا اس وقت جائز نہیں ہے جب کہ اس کا ہمسایہ بھوکا ہو"

۸، وہ لوگ دنیا میں کبھی عزت نہیں پا سکتے جو ماں باپ اور بھائی بہنوں سے تعلقات استوار نہیں رکھتے۔

۹، جس طرح اپنے ماں باپ اور اہل خاندان سے حسن سلوک ضروری ہے اسی طرح سسرال کی عزت اور ان سے حسن سلوک شرافت کا تقاضا ہے ،،

۱۰، بچوں کا حق ماں باپ پر صرف یہی نہیں کہ انہیں اچھا کھلایا، پلایا، پہنایا جائے، بلکہ ان کی صحیح تعلیم و تربیت ضروری ہے، بچوں کو علم واسع و نافع دیا جانا چاہیئے اور ساتھ ہی ایسی تربیت دینی چاہیئے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکیں، وہ صرف یہ نہ سیکھ سکیں کہ وہ دنیا سے کیا پا سکتے ہیں بلکہ انہیں یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ دنیا کو کیا دے سکتے ہیں ،،

۱۱، زندگی میں زیادہ سے زیادہ لوگوں سے تعلقات استوار رکھنے چاہئیں اور کم سے کم لوگوں سے بگاڑ پیدا کرنا چاہیئے اس اصول پر زندگی بسر کرنے سے بہت سا قیمتی وقت اچھے کاموں میں صرف کرنے کے لئے میسر آسکتا ہے، بے کار لڑائی جھگڑوں میں وقت عزیز کا ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے ،،

۱۲، انسانیت سیکھنے کے لئے دین کا مطالعہ اور اس کی تعلیمات پر عمل ناگزیر ہے، سائنس ٹیکنالوجی، فلسفہ اور عشقیہ یا جاسوسی ناول پڑھنے سے ،، انسانیت ،، پیدا نہیں ہوتی

۱۳، بہت بولنا اچھا نہیں، اس لئے کہ زیادہ بولنے سے منہ سے بیکار اور فضول باتیں نکلتی ہیں، انسان کی گفتگو مدلل اور مختصر ہونی چاہیئے تاکہ تھوڑے وقت میں بہت سی اچھی باتیں ہو سکیں ،،

۱۴، مغربی تہذیب میں " فیملی " سے مراد بیوی بچے ہیں، لیکن اسلام کا نظریہ بالکل اس سے مختلف ہے اسلام میں " فیملی " میں ماں باپ، بہن، بھائی سب شامل ہیں، اور ان کے حقوق بااحسن طریق واجب الاداء ہیں ،،

۱۵، ایک مرد مؤمن کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ رضائے الٰہی کے حصول اور خلق خدا کی بے غرضانہ خدمت کی کوشش کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے تمام خطرات سے محفوظ رکھیگا اور اسے کوئی بدبخت نقصان نہ پہنچا سکیگا ،

۱۶، زندگی کا کتنا ہی مادی سروسامان جمع کر لیا جائے وہ سب یہیں رہ جائیگا اور قبر میں انسان خالی ہاتھ جائیگا، ہاں اس کے اعمال اس کا ساتھ دینگے، اس لئے ہمیں نیک اعمال کی متاع گراں مایہ ضرور اپنی نجات کے لئے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے ،،

میری دعا ہے کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن جائیں اور وہ آپ کا ہمیشہ حامی و مددگار ہو۔ آمین ۔

—— عبد الوحید راجہ ——

کراچی ۲ جنوری ۱۹۷۹ء، مطابق ۲ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ بروز منگل ،،

ہر کہ او در صبح دم با یادِ حق بیدار نیست

او محبّت را چہ داند لائقِ دیدار نیست

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آذان دی جاتے تو ذکرِ الٰہی کے لئے جلدی دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ" اور جب لوگ تجارت یا تماشہ دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو (اکیلا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں، کہہ دیجئے" جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے ——— (سورہ جمعہ آیات ۹ تا ۱۱)

● نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کرنا حرام ہے، اور جس نے جمعہ کا خطبہ ترک کر دیا وہ جمعہ کے ثواب سے محروم ہو گیا۔ اور جس نے لگاتار جمعہ کی تین نمازیں چھوڑ دیں حق تعالیٰ اس کے دل پہ ایسی مہر لگا دیتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے نماز سے غافل ہو جاتا ہے۔

● جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا علیحدہ نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ہے۔

● جو لوگ اذان کی آواز سن کر اپنے گھروں سے نماز کے لئے نہیں نکلتے۔ حضورؐ نے فرمایا "میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں ———

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق پر صبح اور عشاء کی نماز بھاری ہوتی ہے، چنانچہ جو لوگ صبح اور عشاء کی نماز لاپرواہی سے چھوڑ دیتے ہیں، یا نماز فجر سورج نکلنے پر پڑھنے کے عادی ہو جاتے ہیں یا بلا عذر جماعت ترک کر کے اپنے گھروں یا دکانوں پر نماز ادا کر لیتے ہیں ——— وہ سخت گنہگار ہوتے ہیں ———

● فرمایا اگر لوگوں کو عشاء اور فجر کی (باجماعت) نماز کی فضیلت معلوم ہو تو وہ ان نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں ——— اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسیٹ کر آنا پڑے ———

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں سے دکھ پہنچتا تھا، ایک بلا عذر نماز باجماعت ترک کرنا، اور دوسرے قرآن سے روگردانی، جمعہ مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے۔ اور فرض عین ہے، ہر آزاد مقیم تندرست مرد پر شہر میں بوقت ظہر خطبہ اور جماعت سے نماز جمعہ ادا کرنا واجب ہے ———

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

تحریر

حافظ محمد اسلام (جھنگ)

پاکستان کے شہرۂ آفاق عالم حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے علم و فضل کی مجلسیں سونی ہو گئیں اور تبلیغ و ارشاد کی مسند کچھ اس طرح سے خالی ہوئی ہے کہ عرصۂ دراز تک اس کی جگہ پُر ہوتی نظر نہیں آتی۔ وہ برصغیر کے ان علمائے کرام کی جماعت کے ایک فرد تھے جن کے علم و فضل کا سارے عالم اسلام میں چرچا تھا اور جن کے دم سے علمی دنیا میں رونق تھی۔ وہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری اور حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نے اپنے دور میں فتنۂ قادیانیت کے انسداد کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کو بطورِ خاص تربیت دی۔ ان دونوں حضرات نے علمی و عملی میدان میں یہ خدمت جس طرح انجام دی اس سے ساری دنیا واقف ہے۔

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ طبیعت، سادہ مزاج، ہنس مکھ اور خلیق انسان تھے۔ وہ ۶ ربیع الاوّل ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء صبح چھ بجے پشاور کے مضافات بنور میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب علی الرضا الحسینی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم والدِ محترم اور اپنے خالو سے امیر حبیب اللہ خان کے زمانہ میں مکتب میں کابل میں حاصل کی۔ پھر ابتدائی تعلیم اسی شہر میں حاصل کی۔ بعد میں شیخ حافظ عبداللہ پوری پشاوری (المتوفی ۱۳۴۷ھ) سے فیض پایا۔ اصولِ فقہ، منطق اور معانی وغیرہ کی متوسط کتابیں پشاور اور کابل کے علماء سے پڑھیں۔ جن میں مولانا شیخ محمد صالح افغانی، مولانا شیخ عبدالقدیر افغانی محکمہ شرعیہ جلال آباد جیسے نامور بزرگوں کے نام شامل تھے۔ مختلف فنون اور حدیث کی کتابیں انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں جہاں انہوں نے ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک تعلیم حاصل کی۔ یہاں شیخ التفسیر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری سے انہوں نے استفادہ کیا اور ان کے مایہ ناز شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری کے ساتھ انہوں نے خادم کی حیثیت سے دن رات سفر کیا۔ بعد میں جب حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند سے الگ ہو کر ڈابھیل گئے اور وہاں جامعہ اسلامیہ قائم کی تو مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز کیا۔ مجلسِ علمی ڈابھیل کا رکن نامزد فرمایا۔ اس مجلس کی کتابیں قاہرہ میں شائع ہوئیں۔

۱۹۴۷ء میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سندھ تشریف لے گئے اور قیامِ پاکستان کے بعد جب علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے پاکستان آئے تو انہوں نے ٹنڈو اللہ یار میں دارالعلوم اسلامیہ قائم کیا تو انہیں یہاں پر شیخ التفسیر مقرر کیا گیا اور تین سال تک وہ یہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد میں کراچی تشریف لائے اور بعض مخلص اور بڑے علمائے کرام کے تعاون سے دینی تعلیم کے لیے مدرسہ اسلامیہ عربیہ قائم کیا۔

جس میں سے اب تک بلا مبالغہ سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ ان میں تقریباً دو سو علمائے کرام افغانستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور افریقہ میں اب تک دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت بھی اس مدرسے میں امریکہ، یورپ، افریقہ اور دیگر بیرونی ممالک کے تقریباً ڈیڑھ سو طلباء زیر تعلیم ہیں۔

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ دینی علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ عربی کے نہایت ممتاز ادیب اور شاعر بھی تھے۔ انہوں نے حدیث شریف کی مشہور کتاب جامع ترمذی کی شرح عربی میں مرتب کی۔ جس کی معارف السنن کے نام سے چھ ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ پوری کتاب کی شرح بارہ جلدیں مرتب کریں مگر افسوس یہ کام مکمل نہ ہو سکا، پھر بھی انہوں نے جو ذخیرہ مرتب کیا وہ تحقیق کا شاہکار ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے "نفحۃ العنبر" کے نام سے حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے بارے میں عربی میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو ۱۳۵۳ھ میں شائع ہوئی۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری نے "مشکلات القرآن" کے نام سے کتاب تالیف فرمائی تھی۔ اس کا مقدمہ یتیمۃ البیان مشکلات القرآن کے نام سے مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کی۔ جو اپنی جگہ خود ایک مستقل علمی کارنامہ ہے۔

وہ عربی کے ایک نہایت قادر الکلام اور فصیح البیان شاعر تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں انہوں نے ایک قصیدہ "فائیہ" لکھا۔ جو قاہرہ کے ہفت روزہ "الاسلام" کی خصوصی اشاعت معراج النبی میں ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوا، جسے بے حد مقبولیت نصیب ہوئی۔

ان کے اساتذہ میں عالم اسلام کے کئی نامور بزرگ اور ممتاز عالم بھی شامل تھے۔ مثلاً محقق کبیر الشیخ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ جو خلافت عثمانیہ کے بعد میں امور دینیہ کے مدیر تھے اور بعد میں مصر میں آکر مقیم ہو گئے تھے، اسی طرح شیخ خلیل الخالدی المقدسی، شیخ عمر بن حمدان المحرسی المالکی المغربی رحمۃ اللہ علیہ اور استاد الکبیر محمد بن حبیب اللہ بن مایابی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس کلیۃ اصول الدین مصر، شاہ عبدالغنی مجددی محدث رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی امۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو خود بھی محدثہ تھیں، ان سے کسب فیض حاصل کیا اور ان سب بزرگوں سے سند حاصل کی۔

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۴۵ سال تک مسند تدریس کو رونق بخشی اور احادیث پڑھانے میں مصروف رہے۔ وہ جمعیت علمائے سرحد پشاور کے صدر رہے اور بعد میں جمعیت علمائے ہند گجرات کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی کانفرنس فلسطین میں جانے والے اس وفد کے رکن تھے جس کی قیادت مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی ایک کامیاب قیادت ہے۔ فتنۂ قادیانیت کے انسداد کے لیے ملک میں تحریک شروع ہوئی تو وہ مجلس کے امیر مقرر ہوئے، ان کی قیادت میں ایکشن مجلس عمل قائم ہوئی اور ہر طبقۂ فکر کے علماء کرام نے ان کی سربراہی میں جوش و خروش سے تحریک میں حصہ لیا اور آخرکار یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

قومی اسمبلی نے علمائے کرام کی متفقہ رائے کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی ہمہ گیری کا یہ عالم تھا کہ پوری دنیائے اسلام اس کی پشت پناہی پر تھی۔ اور پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر سارے عالم اسلام میں اس کا زبردست خیر مقدم کیا گیا۔

اس قادیانیت کے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری نے جو تحریک شروع کی تھی، وہ ان کے مایۂ ناز شاگرد کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے اعلیٰ علمی مرتبہ کے باعث، مصر، شام، سعودی عرب میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مصر کی اسلامی کانفرنس میں انہیں ہر سال مدعو کیا جاتا تھا، امسال بھی مفتی محمود کے ساتھ انہیں قاہرہ جانا تھا لیکن انہوں نے اپنی علالت کے باعث شرکت سے معذوری کر دی تھی۔

حال ہی میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کو اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن نامزد کیا گیا تھا۔ اس کونسل نے ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کونسل کے ذریعہ اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار کرنے کے لیے جو سفارشات مرتب کی ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں مولانا رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و خیالات کو بڑا دخل ہے۔ ان کی وفات سے اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔

مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے جو دینی، علمی اور ادبی خدمات انجام دی ہیں وہ اب ہماری تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہیں اور انہیں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

دین کا علم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد کی طرف گیا، اس کا ارادہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ دین کی کوئی بات سیکھے یا سکھائے اس کو مکمل حج کا اجر ملیگا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد لا بأس بہ (الترغیب والترہیب، ج ۱ ص ۶۲)

نعت

مظفر علی خان

عشق کی لذت غار سے پوچھو
اللہ کے شہکار سے پوچھو!

ان کی باتیں دین کی باتیں
مومن کے کردار سے پوچھو!

اللہ کے محبوب نبیؐ ہیں
قرآں کے افکار سے پوچھو!

دل میں بھرا ہے نغمۂ الفت
ہر بربط کے ہر تار سے پوچھو!

خوشبو ان کی چاروں جانب
پھولوں کی مہکار سے پوچھو!

کالی کملی کا وہ سایہ
پوچھنا ہے تو چار سے پوچھو!

ان کی مظفر شانِ رحمت
صحرا سے، گلزار سے پوچھو!

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

(۱) ادارہ کو رقم ارسال کرتے وقت وی، پی کی تاریخ ضرور درج کیجئے (۲) اپنا پتہ مکمل اور صاف صاف لکھیئے۔ ڈاک خانہ و ضلع تحریر کیجئے (۳) مستقل خریدار اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔ اس کے بغیر تعمیل حکم مشکل ہے

(۴) پرچہ وصول نہ ہونے کی اطلاع اسی ہفتہ عشرہ میں دیں۔ تاکہ دوبارہ ارسال کیا جا سکے۔

(۵) اگر ایک ہفتے میں خط کا جواب نہیں ملا۔ یا حکم کی تعمیل نہیں ہوئی، تو سمجھئے کہ وہ محکمہ ڈاک کی "نوازشوں" کا شکار ہوگیا۔ لہذا دوبارہ لکھیے، جواب طلب امور کے لیے چالیس پیسے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیے (۶) جو پرچہ وی، پی، پی کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے۔ مدت خریداری اس شمارے سے تصور نہیں کی جائے گی بلکہ جس تاریخ کو زر سالانہ موصول ہوگا اس تاریخ سے مدت خریداری شروع ہوگی (۷) چٹ پر سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ ایسی صورت میں اگلے سال کی خریداری کے لیے زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے۔ بصورت دیگر پرچہ بذریعہ وی، پی ہی ارسال کیا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

(ادارہ)

○ قرآن کریم معہ ترجمہ حضرت الامام لاہوری و ربط آیات جس کو برصغیر کے ہر مکتب فکر کے مستند علماء نے پسند کیا۔

—— ہدیہ: قسم اول -/۷۰ روپے قسم دوم -/۵۰ روپے

○ خطبات جمعہ: حضرت لاہوری کے مشہور عالم خطبات جمعہ جسے نئے انداز سے دو حصوں میں طبع کرایا جا رہا ہے۔

—— (زیر طبع) حصہ اول -/۱۸ حصہ دوم -/۲۱

○ مجالس ذکر: حضرت کی اصلاحی تقاریر کا قیمتی خزانہ۔ نیا انداز، نئی ترتیب۔

—— حصہ اول: -/۱۸ روپے۔ حصہ دوم -/۲۱ روپے (زیر طبع)

○ اسلامی تعلیمات: حضرت مولانا عبید اللہ انور کے خطبات و مواعظ کا قیمتی مجموعہ

—— ہدیہ -/۲۴ روپے

○ ملفوظات: حضرت لاہوری کے ملفوظات کا دل آویز گلدستہ —— ہدیہ ۷/۲۵ روپے

گلدستہ صد احادیث نبوی، ترجمہ و تشریح حضرت لاہوری —— ہدیہ ۱/۵۰ روپے

○ خلاصۃ المشکوٰۃ: حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ کا خلاصہ۔ حضرت لاہوری کی محنت کا شاہکار

—— ہدیہ -/۹ (زیر طبع)

○ اصلی حنفیت: مذہب حنفی کی سچی تصویر حضرت لاہوری کے قلم سے —— ہدیہ ۱/۵۰ روپے

○ ہماری آزادی: مولانا ابوالکلام آزاد کی مشہور زمانہ کتاب کا اردو ترجمہ۔

خوبصورت کتابت و طباعت اور مضبوط جلد صفحات ۵۵۰ سے زائد۔ قیمت۔ ہدیہ -/۲۵ روپے

○ ید بیضا: حضرت لاہوری قدس سرہ کے شیخ و مربی حضرت دین پوری کی مبسوط سوانح حیات حامی عبیدی کے قلم سے —— ہدیہ -/۲۵ روپے

خدام الدین

کے پچیس سال خدمتِ دین کی درخشاں مثال

رئیس الادارہ جانشین شیخ التفسیر حضرت
مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

زیر نگرانی: میاں محمد اجمل قادری

مدیر [illegible] سعید الرحمٰن علوی

خدام الدین

ایشیا کا قدیم ترین کثیر الاشاعت دینی معیاری ہفت روزہ

ربع صدی سے روایتی آب و تاب کے ساتھ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے "خدام الدین" فکرِ ولی اللّٰہی کا بے باک ترجمان جو اعلاءِ کلمۃ الحق کے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دے رہا ہے "خدام الدین" کا ہر شمارہ مواد کے اعتبار سے خاص شمارہ ہوتا ہے۔ حالاتِ حاضرہ پر پُرمغز اداریئے۔ عصری مسائل کے محققانہ تجزیئے، بے لاگ جائزے عبادات، معاشیات، اقتصادیات، تاریخ اور دیگر موضوعات پر تحقیقی مقالے شاملِ اشاعت کئے جاتے ہیں خدام الدین میں درسِ حدیث، خطبہ جمعہ، مجلسِ ذکر ایسے مستقل عنوانات ہوتے ہیں۔ خواتین اور بچوں کے لیے مختص صفحات، اور قارئین کے لیے "باب المراسلات"۔

ان امتیازی خوبیوں کے علاوہ اعلیٰ کتابت و طباعت ۲۳ × ۳۳ سائز میں ۳۲ صفحات

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ پچاس پیسے صرف

مستقل خریداروں کے لیے خصوصی رعایت

خریداری	شمارے	کل رقم	رعایتی	بچت
سالانہ	۵۲	۷۸ روپے	۶۰ روپے	۱۸ روپے
ششماہی	۲۶	۳۹ روپے	۳۰ روپے	۹ روپے

مزید رعایت

مدتِ خریداری میں جو خصوصی نمبر شائع ہوں گے سالانہ خریدار حضرات کو اُسی قیمت میں دیئے جائیں گے کسی خصوصی نمبر کی علیحدہ قیمت وصول نہیں کی جائیگی
بدلِ اشتراک کی رقم بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ بنام
مینیجر خدام الدین لاہور ارسال کریں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

دنیا بھر میں دستیاب رسالہ

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ہوائی ڈاک

- سعودی عرب، کویت، ایران، عراق، اُردن، شام، نیپال، سری لنکا، ترکی، انڈونیشیا، الجزائر، لبنان — ۱۶۰ روپے
- ابوظہبی، دوبئی، قطر، مسقط، شارجہ، یمن، برما، افغانستان — ۱۵۰ روپے
- مالدیپ، لکادیپ، بھارت ۱۵۵ روپے
- امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا ۱۶۵ روپے
- انگلستان، ناروے، اٹلی، ڈنمارک، ہالینڈ، لیبیا، کمپوچیا، لاؤس، یونان، تھائی لینڈ، ویت نام، چین، نائیجر، ہانگ کانگ، ملائیشیا، جاپان، سویڈن، فرانس، مغربی جرمنی، نیوزی لینڈ، افریقہ اور بنگلہ دیش ۱۷۵ روپے۔

طریقِ کار: "سالانہ خریدار بننے کے لیے اس ملک کے لیے زرِ سالانہ کی مقرر کردہ رقم کسی بھی ایسے بنک کے ذریعہ جس کی شاخ لاہور میں موجود ہو بذریعہ بنک ڈرافٹ "مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور" کے نام ارسال فرمائیں۔ چیک چاہے ملکی ہی کیوں نہ ہوں وصول نہیں کئے جائینگے البتہ پاکستان میں رہائش پذیر کسی عزیز کی وساطت سے رقم ارسال کی جا سکتی ہے۔"

احسان الواحد سرکولیشن مینیجر ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور پاکستان